محررسول الدرصالية عليهم حكر الول جلداول خواجت شالدين بي



محرر سول الدُ صَالَعَانِيْمِ

حلد اول

خواجبرل الدين عظيم^ي





۱۲ر بیج الاول ۱۲ انهما پنجری





بسم الله الرحمٰن الرحيم

بيش لفظ

قتم ہے زمانہ کی، انسان خسارہ اور نقصان میں ہے مگر وہ لوگ اس سے مشتیٰ ہیں جو رسالت اور قر آن کی تعلیمات کو اپنا کر اس پر عمل پیر اہو گئے۔

-----(القرآن)-----

پیدائش کے بعد انسان کا تعلق تین نظاموں سے ہے۔ پہلا نظام وہ ہے جہاں اس نے خالق حقیقی کو دیھے کر اس کے منشاء کو پوراکر نے کاعہد کیا۔ دوسر انظام وہ ہے جس کو ہم عالم ناسوت، دارالعمل یا امتحان گاہ کہتے ہیں۔ اور تیسر انظام وہ ہے جہاں انسان کو امتحان کی کامیانی یاناکامی سے باخبر کیا جاتا ہے۔

انسان کی کامیابی کا دارومدار اس پرہے کہ وہ یہ جان لے کہ اس نے اللہ کے سامنے عہد کیاہے کہ اللہ اس کا خالق اور رب ہے۔

علائے باطن کہتے ہیں کہ انسان ستر ہز ارپرت کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق انسان جب عالم ناسوت میں آتا ہے تو اس کے اوپر ایک پرت ایساغالب آ جاتا ہے جس میں سرکشی، بغاوت، عدم تحفظ، عدم تعمیل، کفر انِ نعمت، ناشکری، جلد بازی، شک، بے یقینی اور وسوسوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ یہی وہ ارضی زندگی ہے جس کو قرآن پاک نے اسفل السافلین کہا ہے۔

انبیاء کرام کی تعلیمات بہ ہیں کہ پوری کا نئات میں دوطر زیں کام کر رہی ہیں۔ ایک طرز اللہ کے لئے پیندیدہ ہے اور دوسری طرز اللہ کے لئے پیندیدہ طرزِ فکر جواللہ اللہ کے لئے ناپیندیدہ ہے۔ وہ ناپیندیدہ طرزِ فکر جواللہ سے دور کرتی ہے اس کانام شیطنت ہے اور وہ پیندیدہ طرزِ فکر جواللہ سے بندے کو قریب کرتی ہے اس کانام رحمت ہے۔

روحانیت کے راستے پر چلنے والے مبتدی کے ذہن میں یہ بات راشخ ہوتی ہے کہ انسان کا کر دار اس کی طرزِ فکرسے تعمیر ہو تاہے۔





طرزِ فکر میں اگر پیج ہے تو آدمی کا کر دار بھی پُر پیج بن جاتا ہے۔ طرزِ فکر الٰہی قانون کے مطابق راست ہے تو بندے کی زندگی میں سادگی اور راست بازی کار فرماہوتی ہے۔ طرزِ فکر اگر سطحی ہے تو بندہ شکے سادگی اور راست بازی کار فرماہوتی ہے۔ طرزِ فکر اگر سطحی ہے تو بندہ شکے کی حقیقت جاننے کے لئے تفکر کرتا ہے۔

حقیقت پبندانہ طرزِ فکر ہر آدمی کے اندر موجود ہے لیکن ہر آدمی اسے استعال نہیں کرتا۔ آدمی دیکھتے اور سیجھتے ہوئے بھی غیر حقیق باتوں کو اصل اور حقیق سیجھتا ہے۔ سالک جب راہ سلوک میں قدم بڑھا تا ہے تو والدین اور معاشرہ سے ملی ہوئی غیر حقیق طرزِ فکر تبدیل ہوجاتی ہے۔

جس قسم کاماحول ہو تاہے اسی طرز کے نقوش کم وبیش ذہن میں نقش ہو جاتے ہیں۔ جس حد تک بیہ نقوش گہرے ہوتے ہیں اسی مناسبت سے انسانی زندگی میں طرزِ فکر تشکیل ہوتی ہے۔ ماحول اگر ایسے کر داروں سے بناہے جو ذہنی پیچیدگی، بے یقینی، بد دیا نتی، مناسبت سے انسانی زندگی میں طرزِ فکر تشکیل ہوتی ہے۔ ماحول اگر ایسے کر داروں سے بناہے جو ذہنی پیچیدگی، بے یقینی، بد دیا نتی، تخریب اور ناپندیدہ اعمال کا مظاہر ہ کرتے ہیں تو فر دکی زندگی امتلامیں مبتلا ہو جاتی ہے۔ ماحول میں اگر راست بازی اور اعلیٰ اخلاقی قدریں موجو دہیں توایسے ماحول میں پروان چڑھنے والا فر دیا کیزہ نفس اور حقیقت آشنا ہو تا ہے۔

سب جانتے ہیں کہ مادری زبان سکھنے کے لئے بچے کو قاعدہ پڑھنا نہیں پڑتا۔۔۔۔۔شک اور بے یقینی کا پیٹرن جس طرح بچے کے اندر ماحول سے خود بخود منتقل ہو جاتا ہے اسی طرح پاکیزہ ماحول اور روحانی استاد کی قربت سے سالک کے اندریقین کا پیٹرن بن جاتا ہے۔

جتنے بھی پیغیبر تشریف لائے سب کی طرز فکریہ تھی کہ ماورائی ہستی کے ساتھ ہمارار شتہ قائم ہے۔ یہی روحانی طرز فکر ہے اور یہی رشتہ کا ئنات کی رگِ جان ہے۔

روحانی طرز فکر مسلسل ایک عمل ہے جو سالک کے اندرخون کی طرح دور کرتار ہتا ہے۔ اس عمل میں بڑی رکاوٹ صدیوں پر انی وہ روایات ہیں جن کا مطمع نظر مادیت ہے۔ آد می جس ماحول میں جو ان ہوتا ہے وہ ماحول خاندان اور قبیلوں کی روایات بن جاتی ہیں۔ روایات کے امین والدین ہوتے ہیں، بھائی بہن ہوتے ہیں، کنبہ برادری کے لوگ اور تمام قرابت دار ہوتے ہیں۔ انسانی برادری میں دوطرح کے لوگ ہیں۔

ا۔جو خاندانی روایات میں زندہ رہتے ہیں۔ انہیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ دنیامیں کیا ہورہاہے اور اگر ہورہاہے تو کیوں ہورہا ہے۔ ان کے لئے اتناکا فی ہے کہ ہمارے باپ دادااس طرح کرتے تھے۔

۲۔ دوسر اگر وہ سوچتاہے کہ ایسا کیوں ہور ہاہے۔ کیا صحیح اور کیاغلط ہے۔





مشر کین مکہ باوجو دیے کہ جانتے تھے کہ تین سوساٹھ (۳۲۰) بت ہمارے جیسے آد میوں نے پھر وں سے تراشے ہیں۔ یہ آد میوں کی طرح بول نہیں سکتے، س نہیں سکتے۔۔۔۔لیکن خاندانی روایات کا اتنازیادہ غلبہ تھا کہ وہ ان بے جان پھر وں کے مجسم عکڑوں کو خداکا درجہ دیتے تھے نہ صرف خود خدامانتے تھے بلکہ کوئی اس حقیقت کو بیان کر تا تھا کہ ہمارے خدا پھر وں کے بے جان مجسے ہیں تواس کے در پے آزار ہو جاتے تھے۔ شر مناک حد تک سز ائیں دیناان کے نزدیک بہترین عمل تھا۔ صدیوں پرانی روایات اور جہالت کی گردسے اٹا ہوا ماحول ان کے اندرسے فہم کا چشمہ خشک کر دیتا ہے۔

ہمارے سامنے ہمارے بچوں کی مثال ہے۔ ہم جب بچوں کو جہالت سے معمور ماحول سے الگ کر کے علمی ماحول میں داخل کرتے ہیں تو۔۔۔۔دراصل جہالت کے خلاف اعلان بغاوت کرتے ہیں۔ بچے کو اسکول (یعنی جاہلانہ ماحول سے آزاد ماحول) میں داخل کرتے ہیں۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے میں دس سال لگ جاتے ہیں۔ ایک سال کا وقفہ شار کیا جائے تو ساڑھے تین ہز ار گھنے صرف کرکے ہمارا بچے اس قابل ہو تاہے کہ وہ سو (۱۰۰) تک گنتی یاد کر لیتا ہے۔

میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے میں پینیٹس ہزار (۲۵۰۰) گھنٹوں کا وقت اور ہزاروں روپے صرف ہوتے ہیں۔ ان پینیٹس ہزار گھنٹوں میں ماں کی کوشش ہوتی ہے کہ بچے پڑھائی میں لگارہے۔ باپ بھی اس طرف توجہ دیتا ہے کہ بچے کی تعلیم میں کو تاہی نہ ہو۔ بھائی بھی کتابیں کا پیال لے کر ساتھ بیٹھ جاتا ہے۔ بہن بھی پڑھنے کی تلقین کرتی ہے۔ گھر کے سبھی افراد توجہ دیتے ہیں تب سینڈری سطح کی تعلیم حاصل ہوتی ہے۔ اعلیٰ تعلیم انجی شروع نہیں ہوئی۔ میٹرک کے بعد راستہ کھاتا ہے کہ کس فیلڈ میں آگے برھنا ہے۔

ڈاکٹر بنناہے، انجینئر بنناہے، اکاؤنٹٹ بنناہے، جہاز اڑاناہے، مشین بنانی ہے وغیرہ وغیرہ۔ دس سال میں آدمی عالم نہیں بن جاتا۔ قابلِ ذکر علوم کے حصول کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو تاہے۔۔۔۔۔یہ تذکرہ دنیاوی تعلیم کاہے۔

دوسری طرف روحانی علوم ہیں۔ ایک ہفتہ میں ایک گھنٹہ کاوفت آدمی بمشکل نکالتا ہے۔ اس تناسب سے ایک ماہ میں چار گھنٹے اور ایک سال میں اڑتالیس (۴۸) گھنٹے بنتے ہیں۔ آدمی کے دیگر معمولات بھی جاری رہتے ہیں۔ کاروبار بھی ہو تار ہتا ہے۔ ملاز مت بھی جاری رہتی ہے۔ شادی بیاہ اور دیگر امور بھی انجام دیئے جاتے ہیں اور صدیوں پر انی روایات اور ماحول سے بھی آدمی ذہنی طور پر وابستہ رہتا ہے۔

ایک سال میں صرف (۴۸) گھنٹے صرف کر کے اگریہ سوچاجائے کہ پچھ حاصل نہیں ہوا، میں کشف کی لذت سے آشا نہیں ہوا، مافوق الفطرت باتیں سامنے نہیں آئیں۔ تواس کامطلب بہ ہوا کہ روحانیت کی اہمیت دنیاوی علوم کی ابتدائی کلاسوں سے بھی کم کر





دی گئی ہے۔۔۔۔۔ دس سال تک ہر سال ساڑھے تین ہز ار گھنٹے صرف کرنے کے بعد طالب علم اس قابل ہو تاہے کہ اعلیٰ تعلیم کے کسی شعبہ کاانتخاب کرے تو ۴۸ گھنٹے کاوفت دے کروہ کس طرح کہتاہے کہ روحانی علوم حاصل نہیں ہوئے۔

خالص د نیاوی ماحول میں رائج طرزِ فکر سے روحانی استاد کی طرزِ فکر منفر د ہوتی ہے۔روحانی استاد میں تو کل اور استغناء ہو تاہے ، د نیا طلی نہیں ہوتی۔اس کی مرکزیت ''توحید''ہے۔

روحانی علوم سکھنے کے لئے طالبات اور طلباء کے لئے ضروری ہے کہ ان کے اندر منفی، شیطانی اور غیر اسلامی روایات سے بغاوت کرنے کا حوصلہ اور جذبہ ہو۔۔۔۔ صراط متنقیم پر چلنے اور متنقل مزاجی سے آگے بڑھنے کا عزم ہو۔ سیدنا حضور علیہ الصلاق والسلام کے نقوشِ قدم پر قائم رہنے اور اللہ تعالی کا عرفان حاصل کرنے کے لئے طاغوتی طاقتوں اور نفس کی ہر سرکشی سے مکرانے اور انہیں زیر کرنے کی ہمت ہو۔

پیشِ نظر صفحات میں سیدنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی حیات طیبہ کے وہ پہلو جمع کئے گئے ہیں جن میں مثبت طرزِ فکر کو فروغ دینے میں شرکے نمائندوں کی طرف سے قدم قدم پر کھڑی کی گئی رکاوٹوں کا تذکرہ ہے۔ توحید کے راستے میں ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ساری زندگی پریشانیوں اور ذہنی اذبیوں میں گزر گئی۔ اور بالآخر وہ اللہ کا پیغام پہنچانے میں کامیاب وکامر ان ہوئے۔ وہ اللہ سے راضی ہوگئے اور اللہ ان سے راضی ہوگیا۔

مشن کی پیش رفت کے سلسلے میں جب تک انسان ہر قسم کے دنیاوی مفاد حرص و آس، حسد، طبع، کبر ونخوت، بڑائی، احساس برتری اور احساسِ کمتری سے نجات حاصل نہیں کرلیتااس کے اندر مشن کے لئے دیوانگی پیدا نہیں ہوتی۔

یہ مخضر کتا بچپہ سیدنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت پاک کے اس حصہ کا مجمل خاکہ ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ دین کے سلسلے میں ۲۳ سال جد وجہد اور کوشش فرمائی ہے۔ پیدائش کے بعد سے چالیس سال تک کی عمر بھی سالکان کے لئے مشعل راہ ہے۔

خواجه مثم الدین عظیمی مرکزی مراقبه بال سرجانی ٹاؤن، کراپتی ۲ارئچ الاول ۱۳۱۲ ججری بمطابق ۲۹جولائی ۱۹۹۲ عیسوی





فهرست

يش لفظ
مچین کے ۱۲سال
سادق اور امین
ترکر حراسے سوئے قوم آیا
ر عوتِ حق
يك ہاتھ ميں سورج۔ايک ہاتھ ميں چاند
ذیت ^{سمی} نگی
لفار اور رفقائے محمد سَلَّى اللَّهِ عِنْمُ
إك باطن لوگ
نجاشی باد شاه کا در بار
بوطالب کی گھاٹی
ل نے جو دیکھا جھوٹ نہیں دیکھا
ئق بات کہنے پر پتھر مارے گئے
وقبه می ں عہد و پیماں
ارالندوة
دينة النيُّ





تین سوتیره بمقابله ایک ہزار	54
جو کی چوری	57
احد کے میدان میں	59
مسلم قید یوں کی نیلامی	63
منافق	65
خندق والی جنگ	66
<i>عديبي</i>	68
بيعت الرضوان	72
صحر امين اسلامی فوج	75
خيبر کی فتح	77
مکه میں تنین روز	79
حق آیااور باطل مٺ گیا	80
غاتم الا نبياء ^{مثل} فليُرِيم كا آخرى خطبه	83
عفوو در گزر	86
سلام اے آمنہ کے لال	88





بجبین کے ۱۲سال

محمد الرسول الله علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دنیا میں جب آنکھ کھولی تو ان کے والد حضرت عبد الله اس جہاں سے رخصت ہو چکے سخے۔ حضرت عبد الله شادی کے بچھ عرصہ بعد ایک تجارتی قافلے کے ساتھ شام گئے واپسی میں بیژ ب کے مقام پر بیمار ہوئے اور عالم جوانی میں وہیں انتقال کر گئے۔ ان کے انتقال کے دوماہ بعد رسول الله صلی الله علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

۱۲ رہے الاول بروز دوشنبہ بمطابق ۲۰ اگست ۵۷۰ء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ہوئی۔ (۹رہے الاول بروز دوشنبہ ۱۲ اپریل ۵۷۱ ہے اللہ ۱۲ اپریل ۵۷۱ ہے جسی حضور کی تاریخ پیدائش کی خبر اپنے اللہ ۱۲۲ پریل ۵۷۱ ہے جسی حضور کی تاریخ پیدائش کی خبر اپنے سے کہ اللہ تعالی سسر عبد المطلب کو بھیجی جو طواف کعبہ میں مصروف تھے۔ عبد المطلب گھر آئے اور حضور کو خانہ کعبہ میں لے آئے اور اللہ تعالی سے ہر قشم کے فتنہ و شرسے محفوظ رکھنے کی دعا کی۔ عبد المطلب نے آپ کانام "محمد" کے گھا۔

جب آپ دنیامیں آئے تو سر زمسین عرب سر سبز وشاداب ہو گئی۔ در خت بھلوں سے جھک گئے۔ مکہ میں خوشحالی آگئی۔ اسی سال اصحاب الفیل کا واقعہ پیش آیا تھا۔ جب ابر اھر اور اس کی ساٹھ ہز ار فوج اور ۱۳ ہا تھی سنگریزوں کی بارش سے کھائے ہوئے بھس میں تبدیل ہوگئے۔

ولادت کے وقت زلزلہ آیااور کسریٰ شہنشاہ فارس کے محل کے چودہ کنگرے گرپڑے۔ آتش کد ہُ فارس میں صدیوں سے روشن آگ بچھ گئی۔

حضورً نے تین دن تک اپنی ماں کا دودھ پیا پھر تو ہید کا دودھ پیا۔ دوسال پہلے تو ہید نے آنحضرت کے چیا ہمزہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ یہ وہ خوش قسمت خاتون تھیں جنہوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی پیدائش کی خبر ابولہب کوسنائی تو ابولہب نے انہیں آزاد کر دیا۔

عربوں میں رواج تھا کہ پرورش کے لیے کم سن بچوں کو دیہات میں بھیج دیتے تھے۔ دیہاتوں میں رہنے والی عرب عور تیں سال
کے مختلف حصوں میں مکہ آتی تھیں اور شیر خوار بچوں کو پرورش کرنے کے لئے صحر امیں لے جاتی تھیں۔ قبیلہ بنوسعد بن بکر کی
عور توں نے دوسرے بچوں کو گود لیا اور حضرت حلیمہ نے محمہ کو سینے سے لگایا۔ ابتدئی عمر کے چار سال آپ نے بنوسعد میں دائی
حلیمہ کی رضاعت کے زیر سابیہ گزارے۔ رضاعت سے فارغ ہو کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام اپنی والدہ کے پاس آگئے۔ جب آپ
چھ سال کے ہوئے تو حضرت آمنہ اپنے خاوند کے مزار کی زیارت کے لئے ییژب تشریف لے گئیں۔ اس سفر میں اُم ایمن بھی





ہمراہ تھیں۔ حضرت آمنہ ایک ماہ تک پیژب میں مقیم رہیں۔ وہاں روز بروزان کی صحت خراب ہو گئی اور مکہ واپس آتے وقت سفر میں ابواء کے مقام پر ان کا انتقال ہو گیا۔ اُم ایمن محمہ الرسول الله سَلَّا اللهُ مَلَّا لَيْهِ اللهُ مَلَّا لِللهُ مَلَّالِ اللهِ اللهُ عَلَيْهِ وَلَّا لَهُ وَاللّهُ عَلَيْهِ اللهِ عَلَيْهُ اللهِ عَلَيْهِ الللهِ عَلَيْهِ عَلَيْهِ اللهِ عَلَيْهِ عَلَيْهِ عَلَيْهِ عَلَيْهِ الللهِ عَلَيْهِ اللهِ عَلَيْهِ عَلَيْهِ اللهِ عَلَيْهِ عَلَيْهِ اللهِ عَلَيْهِ عَلْ

آٹھ سال کی عمر میں جبکہ بچے دنیا کی اوغ بخ سے بے خبر کھیل کو دمیں مگن ہوتے ہیں محمہ ون بھر بکر یوں کی رکھوالی کرتے ، جنگل میں انہیں چرانے لے جاتے ، دو پہر کے کھانے میں جھڑ بیری کے بیر کھا کر پیٹ بھرتے ، او نٹول کی مہار پکڑتے اور گھر کے چھوٹے بڑے کام کرتے تھے۔ محمہ نے اپنے چچاکا ہاتھ بٹانے کے لئے اور چچا کے کندھوں سے اپنا ہو جھ ہٹانے کے لئے مذکورہ بالا مصروفیتیں تلاش کر لیں۔ اگرچہ ابوطالب نے بھتیج اور اپنے بچوں کے در میان فرق نہ کیا اور دونوں میاں بیوی نے حقیقی بیٹے کی طرح ان کی پرورش کی لیکن ماں کی محبت اور باپ کی شفقت کا بدل تو نہیں ہو تا۔ حضور علیہ الصلاق والسلام آٹھ سال کی عمر میں ہر صبح شہر سے باہر نکل جاتے اور شام گئے تک اکیلے صحر امیں رہتے تھے۔ اکثر او قات لا محد ود آسمان اور لامتناہی اُفق پر نظریں جمائے رکھتے اور سورج ڈھلنے سے پہلے مویشیوں کو لے کرواپس آبادی میں لوٹ آتے۔ وہ بچہ جس کا باپ نہ ہو ، جس کی ماں نہ ہو جمائے کو دنے کی عمر میں محنت مشقت کرے وہ زندگی میں خود کفیل (Self Made) ہو تا ہے۔

پنجمبر اسلام کے چپا ابوطالب ایک تا جر تھے۔ وہ محمر کو بارہ سال کی عمر میں شام لے گئے۔ شام کے شہر "بصرہ "کے نزدیک ان کا کاروال عشہر ا۔ جس جگہ کاروال نے پڑاؤ کیا وہاں ایک صومعہ میں بحیراء نامی راہب رہتا تھا۔ سریانی زبان میں بحیراء کے معانی بزرگ اور دانشور کے ہیں۔ بحیراء نے اس دن تک اپنے صومعہ سے باہر قدم نہیں نکالا تھا اور نہ کسی کاروال کے مسافر سے گفتگو کی شمی ۔ عربوں کا یہ تجارتی قافلہ جب صومعہ کے قریب فروکش ہوا تو بحیراء نے دیکھا کہ جس در خت کے نیچ قافلہ والے تھہر بیں اس کی ٹہنیاں خود بخود جھک گئی ہیں۔ اس نے دیکھا کہ ایک بارہ سالہ لڑکا قافلہ میں شامل ہے جس پر بادل کا ٹکڑا سامیہ کئے ہوئے ۔ بحیراء نے آپ کو بحیثیت آخری نبی بہچان کر آپ کے سرپرست ابوطالب کو نصیحت کی کہ جھتیج کی بوری بوری ٹکر انی

ابوطالب نے کہا کہ آپ میہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ بچہ وہی ہے جس کا تذکرہ الہامی کتابوں میں ہے۔ بحیراء نے جواب دیاتم لوگ جب گھاٹی کے اس جانب نمو دار ہوئے تو کوئی بھی در خت پاپتھر ایسانہیں تھاجو سجدہ کے لئے جھک نہ گیاہو۔





صادق اور امین

کہ کے رہنے والے دو طریقوں سے اپنی معاشی ضروریات کو پوراکرتے تھے ایک تجارت اور دوسرے مویشیوں خاص طور پر اونٹول کی پرورش کے ذریعے ۔ حضورعلیہ الصلاۃ والسلام کے سپر دکر دیتا تھا تا کہ وہ اسے فروخت کرنے کے لئے دوسرے شہروں میں لے جائیں۔ حساب تجارت حضورعلیہ الصلاۃ والسلام کے سپر دکر دیتا تھا تا کہ وہ اسے فروخت کرنے کے لئے دوسرے شہروں میں لے جائیں۔ حساب کتاب میں کبھی کوئی اختلاف نہیں ہوا۔ آپ اشیائے تجارت کی فروخت کے لئے جب بھی سفر پر روانہ ہوتے مکہ کے دوسرے تاجر یہ خواہش کرتے تھے کہ حضور تان کاسامانِ تجارت بھی لے جائیں۔ انہی تاجروں مسیں سے ایک حن تون حضرت خدیج ﷺ نے مراہ سفر پر روانہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ پیغیام بھبوایا کہ اگر وہ حب ہیں تو ان کے تجارتی قاضلے کے ہمراہ سفر پر روانہ ہوں۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اس پیشکش کو اپنے بچا کے مشورے سے قبول کر لیا۔ حضرت خدیج ؓ کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا۔ ان کی خاندانی شر افت، عزت و تو تیر اور اعلیٰ کر دار کی بناء پر مکہ کے بڑے بڑے رئیں اور سر دار ان سے شادی کے خواہاں سے شادی کے مجوعہ صفات ذات نے حضرت خدیج ؓ تو بے حد متاثر کیا۔ انھوں نے اپنی سپیلی نفیسہ بن منبہ کے ذریعے شادی کا پیغام بھبجا۔ نکاح میں بنی ہشم اور رؤسائے مکہ شریک ہوئے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے پانچ سورہ ہم بطور حق مہر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے پانچ سورہ ہم بطور حق مہر حضرت خدیج ؓ اوادا کئے۔ بیروایات بھی ملتی ہیں کہ حق مہر کے طور پر ہیں اونٹ دیئے گئے تھے۔

سن ۱۰۵ عیسوی میں جبکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام پنیتیس (۳۵) سال کے تقے مکہ میں دونا گوار واقعات پیش آئے۔ پہلا ہہ کہ خانہ کعبہ میں آگ لگ گی اور دوسرایہ کہ سیلاب اس کے کچھ حصوں کو بہالے گیا۔ جس کی بناء پر خانہ کعبہ کو خاصا نقصان پہنچا۔ قریش کے دس قبیلوں نے یہ فیصلہ کیا کہ لوگوں سے چندہ جمع کیا جائے اور عوامی چندہ کی مد دسے خانہ کعبہ کی مرمت کی جائے۔ مرمت کاکام جس رومی معمار کو سونیا گیااس نے مشورہ دیا کہ مرمت کے بجائے خانہ کعبہ مکمل طور پر ڈھادیا جائے اور ازسر نو تعمیر کی جائے۔ قریش کے بزرگوں نے صلاح مشورہ کے بعد خانہ کعبہ کو ڈھانے کی منظوری دے دی اور رومی معمار نے بلاتو قف اپناکام شروع کر دیا۔ تعمیر کعبہ میں تمام قبائل نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیالیکن جب حجر اسود کی تنصیب کامر حلہ آیاتو قریش کے دس قبیلوں شروع کر دیا۔ تعمیر کعبہ میں تمام قبائل نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیالیکن جب حجر اسود کو خانہ کعبہ میں لگانے کا اعز از صرف اسے حاصل ہونا چاہئے۔ اس تقنیئے کا حل حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ نکالا کہ ایک چادر منگوا کر حجر اسود کو اس چادر پر رکھ دیا اور قریش کے دو سرے لوگوں نے اس چادر کو چاروں طرف سے پکڑ کر اٹھایا اور خانہ کعبہ کی دیوار تک لے گئے۔ خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام و دوسرے لوگوں نے اس چار کو چاروں طرف سے پکڑ کر اٹھایا اور خانہ کعبہ کی دیوار تک لے گئے۔خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام





نے بھی اس چادر کاایک کونہ اپنے ہاتھ میں تھامااور قریش کے دوسرے لو گول کی مددسے حجر اسود کو خانہ کعبہ کی دیوار تک پہنچا کر نصب کر دیا۔





اتر کر حراسے سوئے قوم آیا

حضورً کی عمر مبارک جب چالیس برس کی ہوئی توطبیعت کامیلان تنہائی کی طرف زیادہ ہو گیا۔ ستواور پانی لے کر مکہ سے دو میل دور غالِ حرامیں تشریف لے جاتے اور کا کناتی امور اور قدرت کی پھیلائی ہوئی نشانیوں پر تفکر کرتے، مظاہر قدرت کے پسس پر دہ کام کرنے والے حقائق کا کھوج لگاتے۔ اسس ہی غار میں آپ کے جد امجد حضرت عبد المطلب ہر سال ایک ماہ کا عرصہ گزارتے سے ۔ غار حرامیں ایک رات جبر ائیل امین تشریف لائے اور آپ مُنالِقَیْمِ سے کہا" پڑھو!"

آپِ مَلَّا لِيَّا مِنْ نِي فِر ما يا'' ميں پڑھاہوا نہيں ہوں''۔

جبر ائیل امین نے آپ سَٹُلِقَیُّوْم کو اپنے سینے سے لگا کر جھینچا اور کہا'' پڑھو''۔ آپ سَٹُلِقَیُّوْم نے وہی جواب وہر ایا۔ جبر ائیل نے دوبارہ بھینچ کر سینے سے لگایا اور کہا، پڑھو۔ آپ سَٹُلِقیُّام نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ جبر ائیل امین نے تیسری مرتبہ بازوؤں کے حلقہ میں لے کر دبایا اور کہا۔

براھ اپنے رب کے نام سے جس نے بنایا۔

آ د می لہو کی پھٹی سے۔

پڑھ اور تیر ارب بڑا کریم ہے۔

جس نے علم سکھایا قلم ہے۔

سکھایا آدمی کہ جونہ جانتا تھا۔ (علق)

اس واقعہ کے بعد حضور علیہ الصلاۃ والسلام گھر کی جانب روانہ ہوئے۔ جس وقت آپ مَگالِیُّا گُھر تشریف لائے آپ مَگالِیْا گُلِم کے جیرے کارنگ بھیکا پڑچکا تھا اور طبیعت میں ضعف اس قدر غالب تھا کہ آپ مَگالِیْا گُلِم دیوار کاسہارالے کر چل رہے تھے۔ حضرت خدیجہ نے آپ مَگالِیْا گُلِم کی وجہ دریافت کی۔ آپ مَگالِیْا گُلِم نے جواب میں کہا۔" مجھے چادر اوڑھادو، اوڑھادی۔ جب طبیعت سنجملی تو آپ مَگالِیْا گُلِم نے ساراواقعہ بیان کیااور خدشہ ظاہر کیا کہ مجھے اپی جان کاڈر ہے۔ حضرت خدیجہ نے آپ مَگالِیْا گُلِم کو تعلیٰ آپ مَگالِیْا گُلِم کو رسوانہ کرے گا، آپ مَگالِیْا گُلِم کو جان کاڈر ہے۔ حضرت خدیجہ نے آپ مَگالِیْا گُلِم کو سنوں کا بندوبست کرتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں"۔ حضرت صلۂ رحمی کرتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں"۔ حضرت





"والیل اذا سجی"اس آیت کی دوسر می سوگند ہے۔ پہلی سوگند کی طرح اس کے مجازی معنی بھی بہت وسیع ہیں۔ قسم اس وقت کی جب تاریکی چھاجاتی ہے اور دنیا تاریکی میں ڈوب جاتی ہے اور اس جہاں پر طاری ہونے والا سکوت اتنا گہر اہو تاہے کہ کہیں دور سے اٹھنے والی ملکی سی آواز بھی بہت قریب سے سنائی دیتی ہے۔ مذکورہ سور ق کی تیسر می آیت میں خدانے حضور مُثَالِّیْمِ کُمُ وَخاطب کرتے ہوئے ارشاد کیا ہے ، "ماود عک ربک وما قلی"اس آیت میں حضور مُثَالِیْمِ کُمُ ایس آبھر نے والی تشویش کا جواب دیتے ہوئے کہا گیاہے کہ آپ پریشان سے اور یہ تصور کر رہے سے کہ خدانے اپنی شناسائی کے بعد آپ کو اکیلا چھوڑ دیا ہے اور آپ سے اپنی دوستی اور محبت واپس لے لی ہے۔ حالا نکہ ایساہر گزنہیں اور خدانے آپ کو چھوڑ انہیں اور آپ بدستور خداکے محبوب ہیں۔





دعوتِ حق

سورة الشعراء کی آیت ۲۱۴ "وانذر عثیر تک الا قربین "یعنی "اپ قربی رشته داروں کو دین اسلام کی دعوت دیں " کے نازل ہونے کے بعد حضور مَنَّالَیْکِمْ نے اپنے چچاؤں اور ان کی اولاد کو ضیافت میں جمع کیا اور پیغام حق سنایا۔ ابولہب یہ سن کر بولا۔ تمہارا خاند ان سارے عرب سے مقابلے کی تاب نہیں رکھتا۔ نادانی کی با تیں نہ کرو۔ تمہارے لئے تمہارے باپ کا خانوادہ ہی کا فی ہے۔ اگر تم اپنی بات پر قائم رہے تو یہ بہت آسان ہو گا کہ قریش کے سارے لوگ تم پر ٹوٹ پڑیں اور بقیہ عرب بھی ان کی مد د کریں اور میں سب سے زیادہ حق دار ہوں کہ تمہیں پکڑلوں۔ اس پر نبی کریم مَنَّالِیْکِمْ نے خاموشی اختیار کر کی اور اس مجلس میں کوئی گفتگو نہ کی۔ پچھ عرصہ بعد حضور مَنَّالِیْکِمْ نے انہیں دوبارہ جمع کیا اور اللہ تعالی کی حمدو ثنا کے بعد اپنی رسالت کا اعلان کیا۔ لیکن اہل خاندان نے بات سنی اَن سنی کر دی اور کسی بات کو قبول نہیں کیا۔ قرابت داروں کو تبلیغ کے حکم پر جب عملدر آمد ہو گیا توسور ۃ المجر کی آیت نازل ہوئی:

ترجمه: ''سوسنادے کھول کر جو تجھ کو تکم ہوااور دھیان نہ کر شرک والوں کا''۔ (آیت ۹۴)

عم کی تغیل میں سید ناعلیہ الصلاۃ والسلام نے اہل مکہ کو دعوت دی کہ وہ مقررہ دن کوہ صفا پر جمع ہوں کیو نکہ وہ ایک اہم بات ان تک پہنچاناچا ہے ہیں؟ جبی لوگ جن میں حضور سُکھی ہے گئے۔ شہر دار بھی شامل سے کوہ صفا پر جمع ہوگئے۔ حضور سُکھی ہے ہاندی پر کھڑے ہو کے جانے ہیاں کروں تو کیا تم بلندی پر کھڑے ہو کہ حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے لوگو!اگر میں کوئی اہم بات تمہارے لئے بیان کروں تو کیا تم بلندی پر کھڑے ہو کہ حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے لوگو!اگر میں کوئی اہم بات تمہارے لئے بیان کروں تو کیا تم بھول کر ہواب دیا،" اے محمد سُکھی ہے ہوئے کہا تھی ہے کہ وکلہ ہم جانتے ہیں کہ تم راست گوہواور کبھی بھی جھوٹ نہیں ہولتے"۔ حضور سُکھی ہے نہیں تمہاری بات پر یقین ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں اس کی طرف سے مامور ہوں تا کہ میں تمہیں احکام خداوندی کومانے اور اللہ تعالی کی اطاعت کرنے کی دعوت دوں اور اگر تم لوگ اللہ کی اطاعت سے مند پھیرو گے تو تم پر اس کا غضب نازل ہو گا۔ جب حضور سُکھی ہے آئیں سوچا کہ ان تم لوگ اللہ کی اطاعت سے مند پھیرو گے تو تم پر اس کا غضب نازل ہو گا۔ جب حضور سُکھی ہے اور کیا تو نے یہ نہیں سوچا کہ ان باتی اہمیت نہیں کہ ہم اپناکاروبار چھوڑ کر یہاں چلے آئیں "۔ پھر ابی لہب وہاں موجود لوگوں سے مخاطب ہوا "اس کی باتوں پر کان مت دھرواور الیے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ محمد تو ابی عشل کھو بیٹھا ہے " ۔ لوگ منتشر ہو گے اور اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ حضور سُکھی ہے گا۔ دصور سُکھی ہے گا۔ اس واقعہ کے بعد واپس چلے گئے۔ حضور سُکھی ہے گا میں صرف دو افراد رہ گئے ایک حضرت علی اور دوسرے حضرت زیڈ۔ اس واقعہ کے بعد حضور سُکھی ہے گئے۔ کو شری کا نشانہ بنانا شروع کر دی اور انہیں طعن و مسٹر کانشانہ بنانا شروع کر دی اور انہیں طعن و مسٹر کانشانہ بنانا شروع کر دی اور انہیں طعن و مسٹر کانشانہ بنانا شروع کر دی اور انہیں طعن و مسٹر کانشانہ بنانا شروع کر دی اور انہیں طعن و مسٹر کانشانہ بنانا شروع کر دی اور انہیں طعن و مسٹر کانشانہ بنانا شروع کر دی اور انہیں طعن و مسٹر کانشانہ بنانا شروع کر دی اور انہیں طور کی کور کے کور کی اور انہیں کور کی کور کے کور کور کی کور کور کور کی کور کور کی کور کیا کور کیا کور کیا کور کور کی کور کی کور کور کیا کور کیا کور کور کور کی کور کی کور کیا کور کور کی کور کیا کور کور کی کور کیا کور کی کور کیا کور کیور کی کور کیلے کی کو





جب جماعت قریش اور خاص طور پر ابی لہب اور اس کی بیوی ام جمیل نے یہ دیکھا کہ ان کی زبان کے تیر حضور مَنْ اللّٰیٰ کِمْ پر بظاہر الرّانداز نہیں ہورہ تو وہ لوگ پیغیر اسلام کو طرح طرح کی اذبیتیں پہنچانے پر اتر آئے۔ اگرچہ ابی لہب اور اس کی بیوی کا تعلق مکہ کے "مہذب" طبقے سے تھالیکن اخلاقی طور پر وہ انتہائی بیت درجے سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ دونوں حضور مَنْ اللّٰہ کُمْ کی طرف پیتے طرف پیتے تھے جس کے باعث ان کے گھر کی کھڑ کیاں جو لکڑی سے بنی ہوئی تھیں ٹوٹ جاتی تھیں۔ یہی نہیں بلکہ وہ پیسے دے کر آوارہ بچوں کے ذریعے حضور مَنَّ اللّٰہ کُمْ کے گھر پر بیتھر او کرواتے تھے اور مردہ جانوروں کی آلا کشیں اور ان کی گندگی کو حضور مَنَّ اللّٰہ کُمْ کے گھر پر بیتھر او کرواتے تھے اور مردہ جانوروں کی آلا کشیں اور ان کی گندگی کو حضور مَنَّ اللّٰہ کُمْ کے گھر بیتھر تھے۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام جب بھی گھر سے باہر نکلتے توام جمیل اور ابی اہب کے اکسانے پر گلی کوچوں کے بچے اور دوسرے آوارہ لوگ انہیں پھر وں کا نشانہ بناتے۔ جس سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سر اور چہسرے سے خون بہنے لگنا تھا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنے دامن سے خون پونچھتے اور جب گھر واپس پہنچتے تو حضرت خدیجہ انہیں اس حال میں دکھے کر دکھ بھرے لہج میں پوچھتیں، "یا مجمد صلی اللہ علیہ و سلم! کیا آج بہت رخی اٹھایا ہے؟" حضور علیہ الصلوۃ والسلام جو اب میں کہتے" اے خدیجہ بھرے لہج میں پوچھتیں، "یا محمد صلی اللہ علیہ و سلم! کیا آج بہت رخی اٹھایا ہے؟" حضور علیہ الصلوۃ والسلام جو اب میں رہتا"۔ خدیجہ بجب انسان یہ جان لے کہ وہ کس مقصد کے لئے اور کس کی خاطر رخی اٹھار ہا ہے تو اسے دکھ اور درد کا احساس نہیں رہتا"۔ ابی لہب کی بیوی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی راہ میں نو کیلے کا نئے بچھاتی تھی تاکہ وہ ان کے پاؤں میں چبھ حب میں اور جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام گھر پہنچ کر اپنے پاؤں سے کا نئے نکا لتے تو خون جاری ہو جاتا تھا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی داپوئی کی ایک دن دلبر داشتہ ہو کر خدا کے حضور عرض کیا" اے اللہ! تو بہتر جانتا ہے ان خاندان والوں نے انہیں اتنی تکالیف پہنچائیں کہ ایک دن دلبر داشتہ ہو کر خدا کے حضور عرض کیا" اے اللہ! تو بہتر جانتا ہے ان میں سے کوئی بھی تیرے دین کو قبول کرنے پر تیار نہیں "۔ اس موقع پر اللہ تعالی نے اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کی دلجوئی کی:

ترجمه:

"سوسنادے کھول کر جو تجھ کو تھم ہوا اور دھیان نہ کر شرک والوں کا۔ ہم بس ہیں تیری طرف سے ٹھٹھے کرنے والوں کو۔ جو تھہر اتے ہیں اللہ کے ساتھ اور کسی کی بندگی، سو آ گے معلوم کریں گے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ تیر اجی رکتاہے ان باتوں سے۔ سوتو یاد کر خوبیاں اپنے رب کی جب تک پہنچے تھے یقین "۔ (الحجر ۹۳ تا ۹۹)

ابی لہب نے جب بید دیکھ کہ سید ناعلی الصلوۃ والسلام حق بات کہنے سے نہیں رکتے تواسس نے سمسینگی کی انتہا کر دی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی دوصاحبز ادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثومؓ ابی لہب کے گھر بیاہی ہوئی تھیں۔ حضور مُلُّی ﷺ کورنج میں مبتلا کرنے کے لئے اس نے اپنے دونوں بیٹوں سے انہیں طلاق دلواکر باپ کے گھر بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ ابولہب کے بیٹوں کو میں مبتلا کرنے کے لئے اس نے اپنے دونوں بیٹوں سے انہیں طلاق دلواکر باپ کے گھر بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ ابولہب کے بیٹوں کو میزیبن دیتا کہ ان کی بیویاں ''محمد'' جیسے شخص کی بیٹیاں ہوں کیونکہ آج محمد تمام لوگوں کی نفرت اور مذمت کا شکارہے اور





الیے شخص کے ساتھ تعلقات رکھنا مکہ میں شرم کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ حضرت خدیج اس واقعہ سے دلبر داشتہ ہوئیں لیکن حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے انہیں تعلی دیتے ہوئے صبر کی تلقین کی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ایک باپ سے اور دوسرے تمام والدین کی طرح انہیں بھی ابنی بچیوں کا گھر بار اجڑنے پر صدمہ پہنچا تقالیکن خاندانی دشمنی اور طرح طرح کے نفساتی دباؤک باوجود ان کے قدم نہ ڈ لگھائے اور انہوں نے خدا کے دین کی تبلیغ میں ایک لحظہ بھی فرو گزاشت نہیں کیا۔ بہر حال بعثت کے بوجود ان کے قدم نہ ڈ لگھائے اور انہوں نے خدا کے دین کی تبلیغ میں ایک لحظہ بھی فرو گزاشت نہیں کیا۔ بہر حال بعثت کے بعد انہوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنے رائے سے بہٹانے کا منصوبہ بنایا۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے عملی طور پر اپنے دین کی منادی شروع کر دی تھی اور وہ اپنے رشتہ داروں اور قبیلہ قریش کے دوسرے افراد ان سے نہیں ان خدا کو سی کا کوئی شریک نہیں۔ صرف اس خدا کی عبادت کر وجو ہم کا کوئی شریک نہیں اور جو ساری کا نکات کا مالک ہے "۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے قریب رشتہ دار اور قبیلہ قریش کے دوسرے افراد ان سے بیر پوچھے کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم ان خدا کوں کی پوچھے کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم ان خدا کوں کی پوجا کرنا چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے آباؤ اجداد کرتے تھے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے جو اب میں فرمایا۔" ہاں! خود ساختہ خداؤں کی پرستش چھوڑ دو، ایک اللہ وحدہ لاشریک کی پرستش وعبادت

یہ جواب سن کر قریش کا غیض وغضب سشد سے اختیار کر گیااور وہ فیصلہ کن اقدام کے بارے میں سوچنے لگے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دن کے وقت اپنے گھرسے نکل کر خانہ کعبہ کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔ قریش نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پریابندی عائد کر دی کہ وہ"بیت اللہ" میں داخل نہیں ہوسکتے۔





ایک ہاتھ میں سورج۔ ایک ہاتھ میں جاند

کفار مکہ کی سمجھ میں یہ نہیں آ رہاتھا کہ وہ کس طرح اپنا شرف اور اقدار بر قرار رکھیں۔ باہمی مشاورت سے اشرافِ قریش کی جماعت آپ منگانیڈ کی کے اے ابوطالب! آپ کا بھیجا ہمارے خداؤں کو بر ابھلا جماعت آپ منگی نیڈ کی کے ایس آئی انہوں نے شکایت کی کہ اے ابوطالب! آپ کا بھیجا ہمارے خداؤں کو بر ابھلا کہتا ہے۔ اس نے ہمارے باپ دادا کہتا ہے۔ اس نے ہمارے باپ دادا کے طریقے پر نقطہ چینی کی ہے۔ ہمیں عقل و فہم سے عاری قرار دیتا ہے۔ محمد ہمارے باپ دادا کو بھی گر اہ کہتا ہے۔ ہم یہ تو بین بر داشت نہیں کر سکتے۔ آپ یا تواسے روک دیں کہ وہ ان باتوں سے باز آ جائے یا ہمارے اور اس کے در میان سے ہے جائیں۔

سید ناعلیہ الصلوۃ والسلام نے حق کا پر چار جاری رکھا اور باطل کی تکذیب کرتے رہے۔ اہل مکہ سے صبر نہ ہو سکاوہ دوبارہ ابوطالب کے پاس آئے اور سختی سے مطالبہ کیا کہ اپنے بھتیج کو ان باتوں سے روک دویا اس کی حمایت سے دستبر دار ہو جاؤ۔ ورنہ ہم سب تمہارے خلاف جنگ کریں گے۔ یہاں تک کہ فریقین میں سے ایک دنیا میں نہ رہے۔ ابوطالب کو اپنے بیٹیم بھتیج کی فکر لاحق ہوئی اور انہیں بلاکر سمجھانے لگے۔ حضور مَنَّ اللَّهِ مِنْ نے جب اپنے مہر بان چھاکے منہ سے تبلیغ حق ترک کر دینے کامشورہ ساتو فرمایا: "

خدا کی قشم!وہ میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند لا کرر کھ دیں اور یہ چاہیں کہ میں خدا کا حکم اس کی مخلوق کو نہ پہنچاؤں، میں ہر گز اس کے لئے آمادہ نہیں ہوں۔ یہاں تک کہ خدا کا سچا دین لو گوں میں پھیل جائے یا کم از کم میں اس جدوجہد میں اپنی حال دے دوں''۔

ابوطالب نے جب اپنے بھینے کا میہ عزم دیکھا تو کہا، "تم اپناکام کرتے رہو۔ میں تمہاری حمایت سے کسی وقت بھی دستبر دار نہیں ہوں گا"۔

اسی دوران مج کاموسم آگیا۔ قریش کویہ فکر دامن گیر ہوئی کہ عرب کے وفود کے سامنے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کاپر چار ضرور کریں گے۔ لہٰذااس کے توڑ کے لئے پہلے ہی اقد امات طے کر لئے جائیں۔ اس مقصد کے لئے وہ" دارالندوۃ" میں جمع ہوئے۔ دارالندوہ قریش کاپارلیمنٹ ہاؤس تھا۔ یہ کعبہ شریف کے پہلومیں ایک ذی شان محل تھا۔ قریش جب کسی اہم اور خاص کام کو شروع کرناچاہتے توسب اسی محل میں جمع ہو کر صلاح مشورہ کرتے تھے۔

ولید بن مغیرہ کی سرکر دگی میں گفت و شنید ہوئی۔ کسی نے کہا کہ پاگل مشہور کر دیاجائے ، کسی نے مشورہ دیا کہ کا ہن کے نام سے شہرت دی جائے۔ کسی نے کہاشاعر کہاجائے۔ لیکن ولید بن مغیرہ کسی بات سے متفق نہ ہوا۔ بالآخر سب نے اس سے رائے مانگی تو





اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر کی حیثیت سے مشہور کر دیا جائے۔ لہذا طے پایا کہ مکہ کے تمام راستوں پر اپنے آدمی بٹھا دینے جائیں تاکہ اطراف عالم سے جولوگ جج کے لئے آئیں انہیں یہ باور کر ایا جائے کہ یہاں ایک ساحر ہے جو اپنے کلام سے باپ جی خائیں تاکہ اطراف عالم سے جولوگ جے لئے آئیں انہیں یہ باور کر ایا جائے کہ یہاں ایک ساحر ہے جو اپنے کلام سے باپ جب کا مسلم کا جیٹے اور خاوند بیوی میں اور تمام رشتوں میں باہمی تفریق ڈال دیتا ہے۔ لہذا تم لوگ اس کے پاس نہ جانا۔ قرآن نے اس مجلس کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

ترجمه:

"اس نے سوچااور اندازہ لگایا۔

وہ غارت ہواس نے کیسااندازہ لگایا۔

پھر غارت ہواس نے کیسااندازہ لگایا۔

پھر نظر دوڑائی۔

پھر پیشانی سکیڑی اور منہ بسورا۔

پھر پلٹااور تکبر کیا۔

آخر کار کہا کہ بیرنرالا جادوہے جو پہلے سے نقل ہو تا آرہاہے۔

يه محض انسان کاکلام ہے۔"(مدیر،۲۴-۱۸)

اس کام میں سب سے زیادہ پیش پیش ابولہب تھا۔ وہ لوگوں کے ڈیروں اور عکاظ، مجنہ اور ذوالمجار کے بازاروں میں آپ مَنَّ الْفَیْمُ اِکُ مِیْ اِللّٰ اِللّٰہِ اللّٰہِ اللّٰ

کفار مکہ نے جب یہ دیکھا کہ ان کی تدبیریں ناکام ہور ہی ہیں اور آپ کی دعوت عام ہور ہی ہے۔ زیادہ لوگ اسلام کی تعلیمات سے واقف ہور ہے ہیں توانہوں نے مشورہ کر کے مکہ کے سب سے چالاک اور زیرک سر دار عقبہ بن ربیعہ کو آپ سَگاﷺ تَعْلَيمات سے واقف ہور ہے ہیں توانہوں نے مشورہ کر کے مکہ کے سب سے چالاک اور زیرک سر دار عقبہ بن ربیعہ کو آپ سَگاﷺ کے پاس بھیجا کہ وہ آپ سَگاﷺ کو دنیاوی طمع اور لاچے دین سے روک دے۔





عقبہ نے آپ کے پاس پہنچ کر کہا،" بھینے تم حسب و نسب میں ہم سب سے بہتر ہو۔ تم نے ہمارے آباؤاجداد کے طریقہ کو باطل قرار دیا ہے اور انہیں جائل سے تعبیر کیا ہے۔ تم آج اپنے دل کی بات کہہ دو کہ تمہاارا مدعا کیا ہے؟ اگر تم دولت کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہو تو ہم تمہارے واسطے اتنامال جمع کر دیں گے کہ تم اہل مکہ میں سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤگے۔ اگر سر داری حاصل کرناچاہتے ہو تو ہم اس پر راضی ہیں کہ تمہیں قریش کا سر دار بنادیں۔ اگر تم شادی کے خواہش مند ہو تو مکہ کی سب سے خوبصورت لڑکی کو تمہاری دلہن بنادیں گے اور اگر یہ سب نہیں ہے اور تم کسی جن یا ماورائی طاقت کے زیر اثر ہو جس کی باتیں تم لوگوں کو سناتے ہو اور اس سے چھٹکارا پانے سے عاجز ہو تو ہم تمہارے لئے حاذق طبیب تلاش کرتے ہیں تا کہ وہ تمہارا علاج کرے اور شہیں صحت حاصل ہو"۔

عقبہ کے طویل لیکچر کے بعد سید ناعلیہ الصلاۃ والسلام نے جواب میں سورۃ کم السجدہ کی تلاوت کی۔ عقبہ گم سم سنتارہا۔ پھر اٹھ کر اپنی قوم میں واپس آگیا۔ عقبہ کو آتاد کھ کر مشر کین مکہ نے ایک دوسرے سے کہا، خدا کی قشم!ابوالولید تمہارے پاس وہ چہرہ لے کر نہیں آرہاجو چہرہ لے کر گیا تھا۔ عقبہ نے کہا، ''آج میں نے ایساکلام سناہے کہ اس سے پہلے اپنی عمر میں کبھی نہیں سنا تھا۔ خدا کی قشم!نہ وہ شاعری ہے، نہ جادو، نہ وہ نجو میوں کا کلام ہے۔ میری رائے ہیہے کہ تم سب اس کو اذبیت دینے سے باز آجاؤ۔ جو کلام میں نے سناہے اس کی شان ظاہر ہونے والی ہے۔ میری بات مانواس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اگر عرب اس پر غالب آگئے تو تمہاراکام دوسرے کے ذریعے انجام پائے گا اور اگر وہ عرب پر غالب آگیا تو اس کی عزت ہماری عزت ہماری عزت ہماری عزت ہے۔ کیو نکہ وہ ہمارے بی قبیلہ سے ہے ''۔ لوگ چیرت سے اس کو تکنے لگے پھر انہوں نے رائے قائم کی کہ عقبہ پر محم مثل شیخ کے کا عادو چل گیاہے۔

ایک روز جبکہ رسول اللہ منگالیا گیا کہ ہے کاطواف کر رہے تھے قریش کے سرکر دہ افراد ان کے پاس آئے اور تجویز پیش کی کہ اے محمہ اور جب ہم بھی پو جیس اور جسے ہم پو جتے ہیں اسے تم بھی پو جو۔ اس طرح ہم اور تم اس کام میں مشترک ہو جائیں۔ یہ روایت بھی ملتی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے سامنے یہ تجویز رکھی گئی کہ ایک سال آپ منگالیا گیا قریش کے جائیں۔ یہ روایت بھی ملتی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے سامنے یہ تجویز رکھی گئی کہ ایک سال آپ منگالیا گیا قریش کے معبود وں کی پو جا کریں اور ایک سال قریش آپ منگالیا گیا کے رب کی عبادت کیا کریں گے۔ قریش کی اس قسم کی تجاویز کے جو اب میں سورۃ کافرون نازل ہوئی۔ جب قریش کا کوئی حیلہ کار گرنہ ہوا تو ایک بار پھر انہوں نے غور وخوض کیا اور آپ منگالیا گیا گیا کہ کو ت

ترجمه:

"اورلوگ کہتے ہیں،اے شخص کہ تجھ پراتری ہے نصیحت تویقینادیوانہ ہے"۔(الحجر۲)

ترجمه:





"اوراچینهاکرنے لگے اس پران کوایک ڈرسنانے والاانہی میں سے ،اور لگے کہنے منکریہ جادوگرہے جھوٹا"۔(ص۴)

ترجمه:

"اور منکر تو لگے ہی ہیں کہ ڈگادیں تجھ کواپنی نگاہوں سے،جب سنتے ہیں سمجھوتی اور کہتے ہیں وہ باولا ہے"۔(القلم ۵۱)

ترجمه:

"اور اسی طرح آزمایا ہے ہم نے ایک کو ایک سے کہ کہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے فضل کیا ہم سب میں سے؟ کیا اللہ کو معلوم نہیں حق ماننے والے"_(انعام_۵۳)

ترجمه:

"جو گنهگار ہیں، وہ تھے ایمان والوں سے مبنتے۔ اور جب ہو نگلتے ان کے پاس آپس میں اشارے کرتے۔ اور جب پھر کر جاتے اپنے گھر ، پھر جاتے باتیں بناتے۔ اور جب ان کو دیکھتے ، کہتے بیثک بیالوگ بہک رہے ہیں۔ اور ان کو بھیجا نہیں ان پر نگہبان''۔ (المطففين ٢٩_٣٣)

ترجمه:

"اور کہنے گئے یہ نقلیں ہیں اگلوں کی،جو لکھ لایاہے،سووہی لکھوائی جاتی ہیں اس پاس صبحوشام"۔(الفر قان۔۵)

ترجمه:

"اور کہنے لگے جو منکر ہیں اور کچھ نہیں یہ مگر جھوٹ باندھ لایاہے اور ساتھ دیااس کااس میں اور لوگوں نے، سو آئے بے انصافی اور حجوٹ پر"۔(الفر قان۔۴)

ترجمه:

"اور ہم کومعلوم ہے کہ وہ کہتے ہیں اس کو سکھا تاہے آدمی"۔(النحل-١٦)

ترجمه:





"اور کہنے گئے یہ کیسار سول ہے کھا تا ہے کھانااور پھر تا ہے بازاروں میں، کیوں نہ اترااس کی طرف کوئی فرشتہ کہ رہتااس کے ڈرانے کو"۔(الفر قان۔ ۱۷)





اذیت سمیط

مشر کین کی کاروائیاں حق کے پرچار کورو کنے میں کامیاب اور مؤثر ثابت نہیں ہورہی تھیں۔ کفار اس صورتِ حال سے پریشان تھے۔ بالآخر ۲۵ سر داران قریش کی ایک سمیٹی تشکیل دی گئی جس کا سربراہ ابی لہب تھا۔ سمیٹی نے طے کیا کہ اسلام کی مخالفت، پنجمبر اسلام کی ایذ اءر سانی اور اسلام لانے والوں کو طرح طرح کے جوروستم اور ظلم و تشدد کا نشانہ بنانے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی جائے

ابو لہب عداوتِ محمد الرسول الله صلی الله علیہ و سلم میں اس قدر بڑھ گیا کہ جب حضورعلیہ الصلوۃ والسلام کے دوسرے صاحبزادے حضرت عبدالله کا انتقال ہواتو ابولہب خوشی سے دوڑ تاہوا اپنے رفقاء کے پاس پہنچا اور انہیں اپنے شیئ خوشنجری سنائی کہ محمد مُثَالِیْدِیُم ابتر (نسل بریدہ) ہو گئے ہیں۔ قر آن حکیم نے ابی لہب کے اس عمل سے سرور کو نین صلی الله علیہ وسلم کو پہنچنے والے دکھ کا مداواسورۃ کو ترمیں کیاہے۔

ترجمه:

"ہم نے تجھ کودی کوثر۔

سونماز پڑھ اپنے رب کے آگے اور قربانی کر۔

بے شک جو بیری ہے تیر اوہی رہا پیچھا کٹا''۔

(الكوثر)

ایک دن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خانہ کعبہ میں اللہ کی عبادت کر رہے تھے ابوجہل اپنے قبیلے کے کچھ دوسرے افراد کے ہمراہ وہاں پہنچ گیا۔ ابوجہل کے ہاتھ میں اونٹ کی اوجڑی تھی جس میں کثیف خون اور دوسری گند گیاں بھری ہوئی تھیں۔ جزیرۃ العرب میں کسی کوسز ائے موت دینے کا ایک طریقہ یہ تھا کہ پانی یاخون یادوسری گندگیوں سے بھری ہوئی اونٹ کی اوجڑی کو سر پر اس طرح چڑھا دیتے تھے کہ سر اور چہر ااوجڑی کے اندر پھنس جاتا تھا اور پھر اوجڑی کے نجلے جھے کو کسی تھیلے کے منہ کی طرح مضبوطی سے گردن میں بند ہو جاتے تھے اور سانس مضبوطی سے گردن میں بند ہو جاتے تھے اور سانس کر جاتا تھا۔ اس طرح ناک اور منہ مکمل طور پر اوجڑی کے غبارہ میں بند ہو جاتے تھے اور سانس کے حات تھا۔ اس طرح جاتا تھا۔ اس طرح خات تھی ہو جاتی تھی۔ اس روز ابوجہل اور اس کے ساتھی یہ فیصلہ کر کے مات واتے ہاتا تھا۔





آئے تھے کہ وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو او جڑی کے ذریعے ہلاک کر دیں گے۔ ابوجہل اور اس کے ساتھی جب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنے گر دو پیش سے بے خبر اللہ کے سامنے سر بسجو دیتھے۔ ابوجہل نے اونٹ کی او جڑی میں مبتلا سجدہ کی حالت میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سرپرر کھ دی اور جلد ہی آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا چہرہ اور سر اس او جڑی میں مبتلا ہوگیا۔ پھر ابوجہل نے بڑی پھرتی کے ساتھ او جڑی کے دو سرے سرے کو ایک تھیلی کی طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی گر دن میں باندھ دیا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو جیسے ہی احساس ہوا کہ کوئی چیز ان کے سرپر رکھ دی گئی ہے تو انہوں نے اٹھ کر اپنے آپ کو نجات دلانے کی کوشش کی لیکن کا میاب نہ ہو سکے۔

جولوگ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے آس پاس موجود تھے وہ انہیں اپنی رہائی کے لیے تگ و دد کر تاہوا دیکھ رہے تھے انہیں بخو بی سے الصلاۃ سے الصلاۃ والسلام کے سانس رکنے کے باعث حضور علیہ الصلاۃ والسلام جلد ہی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بے قراری اور بے تابی کو دیکھتے ہوئے انہوں نے سوچا کہ وہ حضرت محمد مُثَاثِیَّا اللّٰم کی بے قراری اور بے تابی کو دیکھتے ہوئے انہوں نے سوچا کہ وہ حضرت محمد مُثَاثِیَّا اللّٰم کی مدد کریں گے تو ابوجہل جیسے غلاف اتار دیں لیکن انہیں ابوجہل کاخوف تھا اور وہ جانتے تھے کہ اگر وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی مدد کریں گے تو ابوجہل جیسے خوفناک شخص کی دشمنی مول لیں گے۔

قریش کی ایک عورت جو وہاں موجود تھی اس کربناک منظر کی تاب نہ لا سکی اور دوڑتی ہوئی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے گھر پینجی اور ان کی صاحبزادی حضرت رقیہ علاو اطلاع دی۔ حضرت رقیہ علیہ حالت میں روتے ہوئے خانہ کعبہ تک پینجیں۔ ابو جہل اور دوسرے لو گول نے جب حضرت رقیہ گو آتے دیکھا تو پیچھے ہے گئے اور حضرت رقیہ فی نبیا تاخیر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے چہرے اور سر کو او جڑی کی گرفت سے آزاد کیا اور اپنے دامن سے ان کے چہرے کو صاف کیا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام دم گھٹنے کے باعث ایک گھٹنے تک حرکت کرنے کا بال نہ ہو سکے اور اس کے بعد اپنی بیٹی کے سہارے کھڑے ہوئے اور آہت آہت قدم اٹھاتے ہوئے گھر کی طرف روانہ ہوگئے۔ گھر بینی کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت رقیہ گی مددسے اپنے چہرے اور سر کی اور آبات آہت ہیں وال دیے۔ اگلے دن حضور علیہ الصلوۃ والسلام گزشتہ روز کے واقعہ سے خو فرزدہ ہوئے ابنیر خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہوئے اور سمی فال دینے۔ اگلے دن حضور علیہ الصلوۃ والسلام گزشتہ روز کے واقعہ سے خو فرزدہ ہوئے ابنیر خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہوئے اور اس بھی گیا کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی ناک اور منہ سے خون جاری ہو گیا۔ عقبہ سے کو شش کر رہا تھا کہ سجدے سے سر اٹھانے سے سر اٹھانے سے الصلوۃ والسلام اپنے آپ کو حملہ آور کے ہاتھوں سے چھڑانے میں کا میاب ہوگے اور خون آلود چہرہ کے ساتھ گھر واپس لوٹ الصلوۃ والسلام اپنے آپ کو حملہ آور کے ہاتھوں سے چھڑانے میں کا میاب ہوگے اور خون آلود چہرہ کے ساتھ گھر واپس لوٹ آگے۔





ابو اہب کی بیوی ام جمیل جس کانام اروک تھا۔ ابو سفیان کی بیٹی تھی وہ اپنے شوہر کے ساتھ مل کررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچانے کی مہم میں پیش پیش تیش تھی۔ وہ نبی کر بم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں اور ان کے دروازے پر کانٹے ڈال دیا کر تھی۔ این امروم فعل پر قر آن میں سورۃ اہب نازل ہوئی۔ ام جمیل کوجب یہ معلوم ہوا کہ اس کی اور اس کے شوہر کی نہ مت میں آیات نازل ہوئی ہیں تو وہ سید ناعلیہ الصلوۃ والسلام کو تلاش کرتی ہوئی خانہ کعبہ پہنچ گئی۔ اس کے ہاتھ میں پتھر تھے جو وہ سنگ باری کے لیائی تھی۔ سید ناعلیہ الصلوۃ والسلام کے ہمراہ اس وقت حضرت ابو بکر صدایق بھی موجود تھے۔ وہ حضرت ابو بکر صدایق بھی موجود تھے۔ وہ حضرت ابو بکر صدایق بھی موجود تھے۔ وہ حضرت ابو بکر صدایق بھی اس کے پاس آئی اور پو چھا کہ تمھاراسا تھی کہاں ہے؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ میری ہجو کر تا ہے۔ اگر میں نے اس کو ڈھونڈ لیا تو یہ پتھر اس کے منہ پر دے ماروں گی۔ اس شور شر ابے کے بعد وہ چگی گئی۔ اس کے جانے کے بعد حضرت ابو بکر صدایق نے سید ناعلیہ الصلوۃ والسلام سے دریافت کیا کہ کیاوہ آپ کو دیکھے نہیں رہی تھی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے جواب دیا کہ اللہ نے اس کو وقتی طور پر اندھا کر دیا تھا۔

امید بن خلف ابولہب کی ٹیم کار کن تھا۔ وہ جب بھی سید ناعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتالعن طعن کر تااور مغلظات بکتا تھا۔ قر آن یاک کی سورۃ حزہ کی پہلی آیت اسی سیاہ بخت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

ترجمه:

"لعن طعن اور برائيال كرنے والے كے ليے تباہى ہے"۔

اخنس بن شریق ثقفی بھی رسول خداصلی الله علیہ وسلم کے ستانے والوں میں تھا۔ قر آن نے سورۃ القلم میں اس کی خباشتیں گنوائی ہیں۔

ترجمه:

"اور کہانہ مان کسی قشم کھانے والے کابے قدر۔ طعنے دیتا چغلی لیے پھر تا، بھلے کام سے رو کتا۔ حدسے بڑھتا گنہگار۔ اجڈ،اس سب کے پیچھے بدنام "(آیت ۱۰۔۱۳)





کفار اور رفقائے محمہ صَالِیْکِیْمِ

سید ناعلیہ والصلوۃ والسلام کے خلاف کفار مکہ کی کارستانیاں اپنے عروج پر تھیں باوجود اس کے کہ آپ کے اعلیٰ کر دار اور کر پمانہ اخلاق کے مشر کین معترف تھے اور آپ کے معزز چپا ابو طالب کی حمایت و حفاظت آپ منگاناتیا آپ کو حاصل تھی۔ دیگر مسلمانوں خصوصاً کمزور افراد کی ایذاءر سانی کی کاروائیوں کی تفصیل کچھ زیادہ ہی سنگین اور تلخ ہے۔

ابوجہل نے بیہ وطیرہ اپنار کھاتھا کہ جب کسی معزز اور طاقتور آدمی کے مسلمان ہونے کی خبر سنتاتواسے بُر ابھلا کہتا۔ ذلیل ورسواکر تا اور مال وجاہ کوسخت خسارے سے دوچار کرنے کی دھمکیاں دیتااور اگر کوئی کمزور آدمی مسلمان ہو تاتواسے مار تااور دوسروں کو بھی برا پیختہ کرتا۔

حضرت عثان بن عفان جب مسلمان ہوئے تو ان کا چچا انہیں تھجور کی چٹائی میں لیسٹ کر پنچ سے دھواں دیتا تھا۔ حضرت مصعب بن عمیر جھی بڑے نازو نعم میں پلے متھے۔ان کے قبول اسلام کی خبر جب ان کے گھر والوں کو ملی تو گھر والوں نے ان کا دانہ پانی بند کر دیا اور انہیں گھر سے نکال دیا۔ حالات کی شدت سے دوچار ہوئے تو کھال اس طرح ادھر گئی جیسے سانپ کینچلی جھوڑ تا ہے۔

حضرت عماریاس بنو مخزوم کے غلام تھے۔ انہوں نے اور ان کے والدین نے اسلام قبول کیاتو کفار نے اس قدر ظلم کیا کہ وہ اپنی عبل جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ سخت دھوپ کے وقت انہیں پھریلی زمین پر لٹاکر سینے پر سرخ پھر رکھ دیتے تھے اور بھی پانی میں ڈبویا جاتا۔ مشر کین ان سے مطالبہ کرتے کہ جب تک محمد مُثَالِثَیْمُ کوبُر ابھلا نہیں کہو گے یالات وعزیٰ کے بارے میں کلمہ خیر نہ کہو گے ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔ حضرت عمارٌ ان کی بات ماننے پر مجبور ہو گئے اور روتے ہوئے خدمتِ اقد س میں حاضر ہوئے تو ہوئے تھے۔ تیت نازل ہوئی:

ترجمه:

''جو کوئی منکر ہواللہ سے یقین لائے پیچھے مگر وہ نہیں جس پر زبر دستی کی اور اس کا دل بر قرار رہے ایمان پر ، لیکن جو کوئی دل کھول کر منکر ہواسوان پر غضب ہے اللہ کا اور ان کوبُر کی مارہے "۔ (النحل۔ ۱۰۲)





حضرت عمارؓ نے اسی ظلم وستم کے نتیجہ میں شہادت پائی۔ان کی والدہ حضرت سمیہؓ اسلام کی پہلی شہید خاتون تھیں جن کو ابوجہل نے نیزہ مار کرشہید کر دیا تھا۔

حضرت خباب بن ارت اُم انمار کے غلام تھے۔ ان کی مالکہ قبیلہ خزاء سے تعلق رکھتی تھی۔ قبیلہ والوں نے حضرت خباب کوسزا دینے کا پیہ طریقہ استعال کیا کہ دھکتے ہوئے انگاروں پر لٹا کر ان کے اوپر پتھر رکھ دیتے تھے۔ ان کے بال نوچے جاتے اور گردن تکلیف دہ حد تک مروڑتے تھے۔

حضرت فلہیں جن کا نام افلج تھا، بنی عبد الدار کے غلام تھے۔ ان کے پاؤں رسی سے باندھ دیئے جاتے اور زمین پر گھسیٹا جاتا۔
حضرت عمر قبیلہ بنی عدی سے تعلق رکھتے تھے۔ قبیلہ کے خانوادہ بنی مؤمل کی خادمہ مسلمان ہو گئیں تو حضرت عمر جواس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، انہیں اس قدر مارتے تھے کہ مارتے مارتے خود تھک جاتے اور کہتے تھے کہ میں نے تھے تھک جانے کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔ مشر کین بعض صحابہ کو اونٹ اور گائے کی کچی کھال میں لیبیٹ کر دھوپ میں ڈال دیتے تھے۔ بعض صحابہ کو او ہے کی زرہ پہنا کر جلتے ہوئے انگاروں یا پتھر پر لٹادیتے تھے۔

پہلے غلام جو حضرت زید گے بعد حلقہ اسلام میں داخل ہوئے وہ حضرت بلال حبثی تھے۔ جزیرۃ العرب میں تین چیزیں کی انسان کے لئے مکمل تیرہ بختی کی علامت سمجھی جاتی تھیں۔ ایک اجبنی یا پیگانہ ہونا، دوسرے غلام ہونا اور تیسرے ساہ فام ہونا اور حضرت بلال میں یہ تینوں چیزیں موجود تھیں۔ جب ان کے مالک کویہ اطلاع ملی کہ بلال مسلمان ہوگئے ہیں تو وہ انہیں مکہ سے باہر لے گیا اور ان کے کپڑے اتر واکر انہیں د بجتے ہوئے سورج کے بنچے تینی ہوئی ریت پر لٹادیا۔ ان کے ہاتھ پیر باندھ دیئے اور سینہ پر بھاری پہتر کھوادیا اور ان سے کہا کہ یا تو اسلام کو چھوڑ دے یا تپتی ہوئی ریت پر پڑارہ۔ یہاں تک کہ تیری جان نکل جائے۔ حضرت بلال پہنے ہوئے سورج کی تھے پیر نہیں کھولے گالیکن انہوں نے دین صنیف سے دستبر دار ہونے کے بجائے موت سے ہم آغوش ہونا گوارا کر لیا اور مرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ لیکن ای دوران عبد اللہ بن عثمان جو حضرت ابو کمڑے کام سے مشہور تھے حضرت بلال کو نجات دلانے کی غرض سے ان کے مالک کے پاس پہنچ اور ان کے سامنے حضرت ابو کمڑے نام سے مشہور تھے حضرت بلال کو نجات دلانے کی غرض سے ان کے مالک کے پاس پہنچ اور ان کے سامنے حضرت بلال کو خرید نے کی تجویز پیش کر دی۔ حضرت بلال کے مالک نے جب بید دیکھا کہ حضرت ابو کمڑ نے حضرت بلال کو خرید نے کی تجویز پیش کر دی۔ حضرت بلال کے مالک نے جب بید دیکھا کہ حضرت ابو کمڑ نے حضرت بلال کو خرید نے کے بیس تو اس نے بیت پر خریدر ہے ہیں تو اس نے انہیں بیچنے پر رضا مندی ظاہر کر دی اور حضرت ابو کمڑ نے حضرت بلال کو خرید نے کے بیل تو اس نے انہیں بیچنے پر رضا مندی ظاہر کر دی اور حضرت ابو کمڑ نے حضرت بلال کو خرید نے کے بیل کو خرید نے ک

دوعور تیں جو حضرت عمر گی خادمہ تھیں حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئیں۔ان میں سے ایک کانام ''لبنیہ ''اور دوسری کانام''زنیرہ'' تھا۔عمر حضرت بلال کے مالک کی طرح شقی القلب نہ تھے کہ ان کنیز وں کو بندھوا کر تپتی ہوئی زمین پر چھینک دیں بلکہ انہوں نے





ان دونوں کو کوڑوں کی سزاکا مستحق سمجھااور ان سے کہا کہ میں اس وقت تک تم پر کوڑے برساتار ہوں گاجب تک دوباتوں میں
سے ایک پوری نہیں ہوگی۔ تم محمر کے دین کو چھوڑ دویا تمہاری جان نکل جائے۔ اگرچہ ان دونوں کنیز وں کابدن لہولہان ہو چکا تھا
لیکن انہوں نے محمر کے دین کو چھوڑ نے سے انکار کر دیا۔ یہاں ایک بار پھر حضرت ابو بکر ان کنیز وں کی مد د کو آگے بڑھے اور عمر
سے کہا کہ وہ ان کنیز وں کو ان کے ہاتھ فروخت کر دیں۔ عمر نے دونوں کنیز وں کو حضرت ابو بکر لا کے ہاتھوں فروخت کر دیا اور
انہوں نے دونوں کو آزاد کر دیا۔

چوتھی عورت جو اسلام لائی وہ صحر امیں رہنے والی ایک خاتون تھی جس کا نام غزیۃ تھا۔ غزید کنیز نہیں تھی۔ وہ کمہ آنے کے بعد مسلمان ہوگئی اور پھر کھلے عام لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے تگی۔ صحر انشین عور تیں بھی بدوی مر دوں کی طرح بہت ہے باک اور نڈر ہوتی تھیں لہٰذا وہ خاتون بھی اہل قریش کے ڈرانے دھی کانے سے قطعاً خو فزوہ نہ ہوئی۔ قبیلہ قریش کے لوگوں نے جب دیکھا کہ حضرت غزیۃ کی طور بھی اسلام کی تبلیغ سے دستبر دار نہیں ہوتیں تو انہیں اغواء کر کے کمہ سے باہر جانے والے ایک قافے کے پاس لے گئے اور ایک اونٹ پر بھاکر مضبوطی سے رسیوں سے باندھ اور قافلہ والوں کے سپر دکرتے ہوئے لولے کہ اس عورت کو پائی اور غذا بالکل نہ دینا تاکہ یہ بھوک اور پیاس کی شدت سے بلاک ہوجائے اور جب جہیں یہ لیقین حاصل ہوجائے کہ یہ مرچکی ہے تو اس کی لاش کو اونٹ سے اتار کر صحر المیں بھینک دینا تاکہ صحر ائی جانوروں کا لقمہ بن جائے اور اس کانام ونشان تک بیر مرچکی ہے تو اس کی لاش کو اونٹ سے اتار کر صحر المیں بھینک دینا تاکہ صحر ائی جانوروں کا لقمہ بن جائے اور اس کانام ونشان تک بیتی وزن ججے اپنی نے بو نوٹ پر چھنڈ سے بائی کی نمی محسوس ہوئی اور میں نے بے اختیار ہو کر پائی پینا شروع کر دیا اور اتنا پیا کہ میر ی چھے ہوئا ش بھی گئی۔ اس کی شدت سے بلاک ہو چکی ہوں جب پیاس بچھ گئی۔ اس کی شدت سے بلاک ہو چکی ہوں جب پیاس بچھ گئی۔ اس کے والوں نے جو بہ تصور کر رہے تھے کہ میس بھوک اور پیاس کی شدت سے بلاک ہو چکی ہوں جب پیاس بچھ ہشاش بشاش دیکھا تو انہیں حر سے ہوئی اور جب میں نے انہیں گذشتہ رات کا واقعہ سنایا تو وہ اپنے کئے پر نادم ہوئے اور انہوں نے میر کر رہے والوں نے میر کی عزت واحز ام کے ساتھ پیش آئے۔

ابوجہل کی ایک کنیز جس کانام سمیہ تقامسلمان ہو گئی تو ابوجہل نے انہیں بلایا اور تھکم دیا کہ فوری طور پر نے دین سے دستہر دار ہو جاؤ۔ سمیہ تانے جو اب میں کہا کہ میں محمہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو نہیں چھوڑ سکتی۔ ابوجہل نے طیش میں آکر اپنی ناتواں کنیز پر تازیانے برسانے شروع کر دیئے اور انہیں اتنامارا کہ وہ نڈھال ہو کر زمین پر گر گئیں۔ حضرت ابو بکر اُس واقعہ سے مطلع ہو گئے وہ ابوجہل کے گھر پہنچے اور انہوں نے دیکھا کہ سمیہ بے جان زمین پر پڑی ہوئی ہیں۔ حضرت ابو بکر ٹے ابوجہل سے کہا کہ میں اس کنیز کو خرید ناچا ہتا ہوں ابوجہل بولا کہ میں اسے نہیں بیچناچا ہتا۔ حضرت ابو بکر ٹے کہا کہ اے ابوجہل اگر توسمیہ ٹیو فروخت کرنے پر رضامند ہو جائے تو میں تجھے ایک سودینار اداکر نے پر تیار ہوں۔ ابوجہل غرایا کہ میں اسے نہیں بیچوں گا۔ حضرت ابو بکر ٹے نے تیار ہوں۔ لیکن ابوجہل کی ضد ہر قرار رہی اور وہ بولا قیمت بڑھادی اور بولے کہ میں تمہیں سمیہ ٹے بدلے ڈیڑھ سودینار دینے کو تیار ہوں۔ لیکن ابوجہل کی ضد ہر قرار رہی اور وہ بولا قیمت بڑھادی اور بولے کہ میں تمہیں سمیہ ٹے بدلے ڈیڑھ سودینار دینے کو تیار ہوں۔ لیکن ابوجہل کی ضد ہر قرار رہی اور وہ بولا





کہ میں سمیہ ٹو فروخت نہیں کروں گا۔ حضرت ابو بکر تقیت بڑھاتے رہے لیکن ہر بار ابوجہل کاجواب وہی تھا کہ اپنی لونڈی کاسودا نہیں کر ناچاہتا۔ حضرت ابو بکر ؓ نے جو اپنی ساری دولت اسلام کی راہ پر خرچ کر چکے تھے جب بیہ دیکھا کہ ابوجہل کسی طور بھی سمییہ ؓ کو فروخت کرنے پر راضی نہیں توانہوں نے ایک نئی تجویز پیش کی اور ابوجہل سے کہا کہ اگر توسمیہؓ کومیرے ہاتھوں فروخت کرنے پر راضی ہو جائے تو میں مجھے" ابل قاضیہ" دینے کو تیار ہوں۔" اہل قاضیہ" بادیہ نشین عربوں کی مخصوص اصطلاح کا نام تھا۔اس کا اطلاق دراصل ان اونٹوں پر ہو تا تھاجو کسی کے قتل کے بدلے میں اس کے لواحقین کو دیئے جاتے تھے۔ دوسر بے لفظوں میں ''اہل قاضیہ''اس خون بہا کانام تھاجو مقتول کے ورثاء کو ادا کیا جاتا تھااور اس عنوان سے منہ مانگی رقم طلب کی جاسکتی تھی۔ ابوجہل کے دل میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں اتنی کدورت اور عداوت موجود تھی کہ وہ منہ مانگی قیت پر بھی ا پنی کنیز کو حضرت ابو بکرا کے ہاتھوں فروخت کرنے پر رضامند نہ ہوا۔ حضرت ابو بکراٹنے اس دن تک چھے بر دوں کو خرید کر آزاد کر دیا تھا جن میں دومر د اور چار عور تیں شامل تھیں۔ لیکن اس بار وہ سمیہ گورہائی دلانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ جب قریش کی عور توں نے سنا کہ سمیہؓ ہر روز ابوجہل کے گھر میں تازیانے کھاتی ہے لیکن اسلام کو چھوڑنے پر تیار نہیں تو وہ ابوجہل کے پاس سفارش لے کر گئیں اور اس سے درخواست کی کہ وہ اس عورت کو کو تازیانے مار نابند کر دے جس نے قریش کی بے شار عور توں کی مدد کی ہے۔ لیکن ابوجہل نے ان کی درخواست کو بھی ٹھکرا دیا۔ ابوجہل نے سمیٹر پر اتنے کوڑے برسائے کہ ان کاسارابدن خون ہو گیااور ان میں ملنے چلنے کی سکت نہ رہی لیکن وہ اس کے باوجو دیمی کہتی رہیں کہ میں محمد کے دین سے رو گر دانی نہیں کر سکتی۔ جب ابوجہل اپنی کنیز کے ایمان کو بدلنے میں ناکام ہو گیاتواہے قتل کرنے کا فیصلہ کر لیااور ایک دن حضرت سمیہٌ کو خانہ کعبہ کے سامنے لا کھڑا کر دیااور جب اہل مکہ وہاں جمع ہو گئے توابوجہل نے اتمام ججت کے طور پر حضرت سمیہ سے یو چھا کہ آیا تواب بھی محمر کے دین کو جھوڑنے پر تیار نہیں؟ حضرت سمیہ ٹنے جواب دیا " میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کو ہر گزنہیں حچوڑوں گی''۔ ابو جہل نے جھلا کر کہا پھر میں تچھے یہیں اور اسی وقت موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔اس کے بعد ابو جہل نے اہل مکہ کی آنکھوں کے سامنے اپنانیزہ اتنی قوت سے حضرت سمیہ ؓ کے سینے میں گھونپ دیا کہ نیزے کاسر ااس ناتواں عورت کی پیٹھ سے باہر نکل آیا۔ حضرت سمیہ اسلام کی راہ میں شہید ہونے والی پہلی خاتون تھیں۔ روایت ہے کہ جب حضور علیہ الصلاة والسلام حضرت سمیٹ کی رہائی کے سلسلے میں حضرت ابو بکر ؓ کی جدوجہد سے آگاہ ہوئے تو انہوں نے ابو بکر ؓ کے حق میں دعا کی کہ" خدا تیرے چربے کی در خشند گی کوبر قرار رکھے''۔

سمیٹ کے قتل کے بعد قریش کے سر کر دہ لوگوں میں سے چار افراد نے جن میں ابوسفیان ، ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل بھی شامل تھی ، یہ پابندی لگادی کہ مکہ کارہنے والا کوئی شخص آج کے بعد اپنا کوئی غلام یا کنیز ابو بکرٹ کے ہاتھوں فروخت نہیں کرے گا۔





وہ لوگ یہ جان چکے تھے کہ اسلام کو غریب طبقہ اور خاص طور پر غلاموں میں تیزی سے مقبولیت حاصل ہور ہی ہے اور جو غلام بھی مسلمان ہو جاتا ہے ابو بکر ؓ اسے خرید کر آزاد کر دیتے ہیں۔

کچھ صاحب حیثیت لوگ جن میں عثمان بن عفان جو عبد المطلب کے بھینچے تھے، عبد الرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی و قاص حضرت آمنہ ؓ کے بھینچے اور طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن عمر وؓ شامل تھے جب مسلمان ہو گئے اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہواتو قبیلہ قریش میں وحشت اور اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ نو مسلمانوں کا شار مکہ کے جانے پیچانے اور ممتاز لوگوں میں ہوتا تھا۔ لہذا قریش نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ایذا پہنچانے اور پریشان کرنے کے نئے ہتھکنڈے استعمال کرناشر وع کر دیئے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام خانہ کعبہ جانے کے لئے جب بھی اپنے گھر سے باہر نگلتے تو آپ کی جان خطرے میں ہوتی تھی۔ اوباش لوگ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی راہ میں کمین لگا کر بیٹھ جاتے اور جیسے ہی آپ منگی ٹیٹی خانہ کعبہ جانے کے لئے اپنے گھر سے باہر قدم نکالتے یا کہیں اور جانے کا ارادہ کرتے تو وہ لوگ ان پر پھر برساتے اور ان کے لباس کو گندگی سے آلودہ کر دیتے تھے۔ قبیلہ قدم نکالتے یا کہیں اور جانے کا ارادہ کرتے تو وہ لوگ ان پر پھر برساتے اور ان کے لباس کو گندگی سے آلودہ کر دیتے تھے۔ قبیلہ قریش کے لوگ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ دشمنی میں اسے آگے نکل گئے کہ انہوں نے خانہ کعبہ کا احترام بھی پس پشت ڈال دیا۔ دونوں مرتبہ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر قاتلانہ حملہ ہواوہ خانہ کعبہ میں ہوااور پہلا مسلمان مر دجو اسلام کی راہ میں شہید ہواوہ جی خانہ کعبہ ہی میں قتل کیا گیا۔

ایک دن جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام خانہ کعبہ سے اپنے گھر کی طرف لوٹ رہے تھے تو قریش کے افراد نے اس شدت سے ان کے اوپر پتھر او کیا کہ جب وہ گھر پہنچ تو نڈھال ہو کر گرپڑے اور شدید زخمی ہو جانے کے باعث اگلے دن خانہ کعبہ نہ جاسکے۔ اس روز جب دو سرے مسلمان عبادت کی غرض سے خانہ کعبہ پہنچ تو انہیں پتہ چلا کہ آئ حضور گانہ کعبہ نہیں آسکتے لہذا انہوں نے اپنے طور سے عبادت شروع کر دی اور جب وہ لوگ سجدے میں گئے تو ان پر اچانک حملہ کر دیا گیا۔ اس حملے کے نتیج میں گئ مسلمان شدید زخمی ہو گئے اور حضرت حارثے جو حضرت خدیجہ کے فرزند اور حضور کے سوتیلے بیٹے تھے بیت اللہ میں شہید کر دیئے گئے۔ اس واقعہ کے بعد قبیلہ قریش کے افراد شب وروز خانہ کعبہ کی نگر انی کرنے گئے تا کہ حضور اور ان کے پیر وکاروں کو خانہ کعبہ میں داخل ہونے سے روک سکیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب بید دیکھا کہ اب وہ اپنے اصحاب کے ساتھ خانہ کعبہ میں عبادت نہیں کر سکتے تو انہوں نے مکہ سے باہر ایک ایسی جگہ کا انتخاب کیا جو اطراف کی زمینوں سے گہرائی میں تھی۔ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دن میں دوبار نماز قائم کرنے کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں جانے لگے۔





حضور عليه الصلوة والسلام كى مخالفت كرنے والوں ميں سے ايک شخص ايسا تھاجو حضور عليه الصلوة والسلام سے انتها درجے كى دشمنى ركھتا تھا۔ وہ حضور عليه الصلوة والسلام كارضائى بھائى ابوسفيان تھا۔ ابوسفيان كا كہنا تھا كه قريش كو حضور عليه الصلوة والسلام سے جو خطرہ لاحق ہے وہ صرف اسى صورت ميں ٹل سكتا ہے كہ انہيں جان سے مار ديا جائے۔

حضرت ابو ذر غفاری جلیل القدر صحابی اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے جاثار ساتھی تھے۔ ان کا تعلق قبیلہ غفار سے تھا۔ یہ قبیلہ کہ کے شال میں سکونت پذیر تھا۔ بادیہ نشین عربوں کی رسم کے مطابق سال میں چار مہینے کے لئے غار تگری اور ڈکیتی حرام ہوتی تھی اور ان مہینوں کو ماہ حرام کہتے تھے۔ اسی طرح کہ کی زیارت پر جانے والے افر ادپر حملہ کرنے کی ممانعت بھی تھی لیکن قبیلہ غفار کے لوگ مذکورہ رسومات اور قوانین کی پابندی نہیں کرتے تھے۔ وہ ماہ حرام میں قافلوں پر لوٹ مار کے غرض سے حملہ کرتے اور مکہ کی زیارت پر جانے والوں کو بھی معاف نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ذیقعد کے مہینے میں قبیلہ والوں نے اپنی حدود کے ایک مرتبہ ذیقعد کے مہینے میں قبیلہ والوں کو بھی معاف نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ذیقعد کے مہینے میں قبیلہ والوں کو بھی معاف نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ذیقعد کے مہینے میں قبیلہ والوں کو تھی معاف نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ذیقعد کے مہینے میں قبیلہ والوں کو تھی معاف کر دیا۔ سے گزرنے والے ایک قافلہ کا مال اسباب لوٹ لیا اور قافلے میں شامل مرد، عور توں اور بچوں کو قتل کر دیا۔

حضرت ابو ذر غفاری جواس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے انہیں شدید ندامت اور پریشانی کا احساس ہوا اور انہوں نے اپنا

قبیلہ چھوڑ دیا۔ کئی ماہ صحر انوردی کرنے کے بعد مکہ پہنچ گئے۔ یہاں ابو ذرّ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا نام سنا اور یہ جانا کہ وہ

لوگوں کو یکنا غذا کی طرف بلاتے ہیں اور انہیں برے کاموں ہے پر ہیز کرنے اور شرک کوترک کرنے کی دعوت دیے ہیں۔ ابو ذرّ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہے ملئے کا فیصلہ کر لیا اور ایک را گیر ہے بو چھا کہ حضور مثابیۃ کا گھر کہاں ہے۔ اس شخص نے تجب

نیز تکاہوں ہے ابو ذرّ کی طرف دیکھا اور پھر اونچی آواز ہے چلانے لگا۔ "اے لوگو!اور ہر آؤاسے پکڑو اور مار ڈالو کیونکہ یہ ایک مسلمان ہے جو آج ہمارے ہاتھ لگ گیاہے" ۔ پلک جھیکتے ہی لوگوں نے ابو ذرّ پر تملہ کر دیا اور وہ بو کھا کر اپنی جان بچانے کی خاطر مسلمان ہو جو آج ہمارے ہوئے لیکن قریش نے ان کا پیچھانہ چھوڑا اور ان پر پتھروں کی بارش کر دی۔ استے پتھر برسائے کہ وہ نڈھال ہو کر زمین پر گرگے اور مکہ والوں نے مر وہ سمجھ کر انہیں وہیں چھوڑ دیا۔ کسی مسلمان کی مدرے ابو ذرّ کواٹھا کر اپنی جان بچھا کہ ابو ذرّ مسلمان خور سے دو سرے دن ابو ذرّ کواٹھا کر اپنے جو عرب السلام ہو کہ مسلمان کی مدرے ابو ذرّ کواٹھا کر لئے ۔ بعد میں پنہ چلا کہ ابو ذرّ می حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہی دھنے میں ہونے لگا اور انہوں نے اپنے قبیلے کو مسلمان کر لیا۔ ان کا قبیلہ جو صرف لوٹ مار کے ذریعے نہ ندگی گزار تا تھا ہے نفر ہو اسلام کی دھنی میں استے بڑھ کے لئے دستبر دار ہو گیا۔ اس واقعہ سے بیت کہ ملم کے باشدے کہ مدکر کے باشدے کہ مدکر کے باشدے کہ میت بوچھے والا یا تو کو کی مسلمان سے بھرت میں استے بڑھ کے کے دستبر دار ہوگیا۔ اس واقعہ سے بیت کے کہ مکہ کے باشدے کے میت بوچھے کو مسلمان کے دھنی میں استے بڑھ گئے تھے کہ اگر کوئی ان کے گھر کا پنت سے عیاں ہو جاتی ہے کہ مکہ کے باشدے کہ میت بوچھے کہ مسلمان ہونا چاہتا ہے لبندا اس پر عگباری شروع کر کر دیتے تھے۔

بات عیاں ہو جاتی ہے کہ مکہ کے باشدے حضور علیہ الصلام کی دھنی میں استے بڑھ گئے تھے کہ اگر کوئی ان کے گھر کا پنت





پاک باطن لوگ

ایک دن جب پچھ لوگ ابو جہل کے اکسانے پر سیدناعلیہ الصلاۃ والسلام کی طرف پھر چینک رہے تھے تو اس منظر کو دیکھنے والا ایک شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے پچا" حمزہ" کے پاس پہنچا جو اپنے وقت کے مشہور پہلوان سمجھے جاتے تھے۔ حمزہؓ شکار سے واپس آرہے تھے۔ اس شخص نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔" اے حمزہ! تیری غیرت اور حمیت یہ کیونکر گوارہ کرتی ہے کہ لوگ تیرے جمزہؓ تیری غیرت اور حمیت یہ کیونکر گوارہ کرتی ہوئے کہا۔" اے حمزہ! تیری غیرت اور حمیت یہ کیونکر گوارہ کرتی ہوئے کہا۔" اس حمزہ اور بہادروں میں شار ہو تا ہے اس کی کوئی مد دنہ کرے؟" حضرت حمزہؓ کو اس دن تک حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے دین میں کوئی دلچپی نہیں تھی۔ لیکن جب انہوں نے یہ سنا کہ لوگ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو پتھر وں سے مارتے ہیں انہیں زدو کوب کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کریہ کہ وہ لوگ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو بتھر وں سے مارتے ہیں انہوں نے اس شخص سے پوچھا کہ میرے جیتیج کوجو دشام دیئے جاتے ہیں وہ کیا ہیں؟ اس شخص نے جب چندا لیے الفاظ کو دہرایا جنہیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے دشمن ان کے لئے استعال کرتے تھے تو وہ کیا ہیں؟ اس شخص نے جب چندا لیے الفاظ کو دہرایا جنہیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے دشمن ان کے لئے استعال کرتے تھے تو حضرت حمزہ کا چرہ فیصے کی شدت سے سرخ ہو گیا۔

عرب زبان سے نگلی ہوئی ہر بات کو انتہائی اہمیت اور وقعت دیتے تھے۔ عرب قبائل میں دشام گوئی کرتے وقت کسی قریبی رشتہ دار کانام لینا ایک نا قابل معافی جرم سمجھا جاتا تھا۔ کسی قبیلے کے کسی بھی فرد کو ہر ابھلا کہنا ایسا تھا جیسے پورے قبیلے کو توہین کا نشانہ بنایا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ کسی قبیلے کے تمام ارکان آپس میں خون کے رشتے میں منسلک ہوتے تھے۔ حضرت حمزہ اسی حسالت میں ابو جہل کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر پتھر پھینکنے والوں کا سر غنہ ابو جہل کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر پتھر پھینکنے والوں کا سر غنہ ابو جہل ہی ہے۔ وہاں پہنچ کر ابو جہل کی ہری طرح پٹائی کر دی اور کہا" اے ابو جہل! تو سمجھتا ہے کہ محمد مثل اللّٰ فیلّے کے آسرا ہے اور اس کا کوئی نہیں اور اسی لئے تو اس پر پتھر بر ساتا ہے اور اسے دشام دیتا ہے ؟ لیکن اب جان لے کہ میں آج سے محمد مثل اللّٰ فیلّے کے دین میں داخل ہو گیاہوں اور آج کے بعد جو کوئی بھی محمد مثل اللّٰ فیلّے کو دشنام دیتا ہے ؟ لیکن اب جان لے کہ میں آج سے محمد مثل اللّٰ کے اس دین میں داخل ہو گیاہوں اور آج کے بعد جو کوئی بھی محمد مثل اللّٰ کے کہوں کی ودشنام دیتا ہے کا گواس کا واسطہ مجھ سے ہوگا"۔

حضرت حمزةً كا مسلمان ہو جانا اسلام كے لئے بڑا خوش آئند تھا كيونكه حضرت حمزةً كا شار مكه كے نامور دليروں ميں ہوتا تھا۔ حضور عليه الصلاۃ والسلام كے چپاحضرت حمزةً كے مسلمان ہو جانے كے بعد پچھ اور لوگ بھى مسلمان ہو گئے اور يوں مسلمانوں كى تعد ادتيس سے زيادہ ہو گئی۔ مكه كے رہنے والے اور خاص طور پر قبيله قريش كے افراد اسلام كو پھيلتاد كھے كر مزيد تشويش ميں مبتلا ہو گئے اور انہوں نے "دارالندوۃ "ميں جمع ہو كر مشورہ كر ناشر وع كر ديا كہ محمد كے دين كو كس طرح نابود كيا جاسكتا ہے۔ ليكن وہ لوگ اپنے مذاكرات سے كوئى خاص متيجہ اخذ نہيں كر سكے۔ جب دارالندوۃ كا اجلاس ختم ہو اتو عمر بن خطاب نے يہ اعلان كر ديا كہ





میں خودہ ی محمہ منگا گینے کا کہ کہ کو اس مشکل سے نجات دلا دوں گا۔ راستے میں نعیم بن عبداللہ فی عمر کو تیز تیز قد مول سے جاتے دیکھا تو پوچھا، اے عمر! کہاں جارہ ہو؟ عمر نے کہا، ''کسی نے ہمارے اجداد کی اتنی تو ہیں نہیں کی جتنی محمہ کر تا ہے۔

اس شخص نے اپنے نئے دین کی وجہ سے تمام اہل مکہ کا چین و آرام ختم کر دیا ہے۔ ہمارے بزر گوں کے دین کو باطل قرار دیتا ہے،

کہتا ہے کہ ہمیں اپنے خداؤں کی پر ستش چھوڑ دین چاہئے۔ میں جارہا ہموں کہ اسے موت کے گھاٹ اتار دوں '' نعیم نے کہا۔ یا عمر
اہمارے دو قریبی عزیز بھی مسلمان ہیں۔ ان میں سے ایک تمہاری بہن فاطمہ اور دوسر ااس کا شوہر سعید بن زید ہے۔ جب عمر گھر
میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی بہن فاطمہ ان کے شوہر سعید بن زید اور ایک دوسر سے مسلمان حضرت خباہے قر آن
کی تلاوت کر رہے ہیں۔ عمر غصہ میں لال بھبوک ہو گئے اور اپنی بہن اور ان کے خاوند پر اسنے کوڑے برسائے کہ جسم میں جگہ سے خون بہنے لگا۔

عمر نے اپنی بہن کو حکم دیا کہ اگر تم مجھ پر اتنے کوڑے بر ساؤ کہ میری جان نکل جائے تو بھی میں محمد ؓ کے دین کو نہیں چھوڑوں گ اور اگر تم بھی قر آن کی تلاوت کروتو جان جاؤ گے کہ یہ دین سچا اور برحق ہے۔ عمر ؓ نے اپنی بہن کے خاوند کو کہا کہ وہ قر آن کو سنائیں۔سورۃ طلہ کی چند آیات تلاوت کی گئیں۔

ترجمه:

طا_

اس واسطے نہیں اتاراہم نے تجھ پر قر آن کہ تو محنت میں پڑے۔

مگر نصیحت کے واسطے جس کو ڈرہے۔

ا تاراہے اس کا جس نے بنائی زمین اور آسان اونچے۔

وہ بڑی مہر والا تخت کے اوپر قائم ہوا۔

اس کاہے جو کچھ ہے آسانوں اور زمین میں اور ان کے پچھ اور نیچے سلی زمین کے۔

اور اگر توبات کھے پکار کر تواس کو خبر ہے چھپے کی اور اس سے چھپے گی۔

اللہ ہے جس کے سوابند گی نہیں کسی کی،اس کے ہیں سب نام خاصے۔





اور بہنچی ہے تجھ کوبات موسیٰ کی۔

جب اس نے دیکھی ایک آگ، تو کہا اپنے گھر والوں کو، کھہر و! میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تم پاس اس میں سے سلگاکر، یا پاؤں اس آگ پر راہ کا پتا۔

پھر جب پہنچاآگ یاس، آواز آئی اے موسی!

میں ہوں تیر ارب سوا تار اپنی پاپوشیں توہے پاک مید انِ طویٰ میں۔

اور جس نے تھے پیند کیاسو توسنتارہ جو تھم ہو۔

میں جو ہوں، میں اللہ ہوں کسی کی بندگی نہیں سوامیرے سومیری بندگی کر، اور نماز قائم رکھ میری یاد کو۔

(آیت اسه ۱۱)

حضرت عمرٌ قر آن من کر غور و فکر میں ڈوب گئے۔ پھر گویا ہوئے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلومیں بھی مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت خبابؓ جو اس مار پیٹ کے دوران حجب گئے تھے، سامنے آگئے اور کہنے لگے، اے عمر!خوش ہو جاؤ کہ رسول اللہ منگانائیو کم کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوگئی ہے۔ سیر ناعلیہ الصلاق والسلام نے دعا فرمائی تھی:

"اے قادر مطلق!میر اکام کوشش کرنااور کامیابی دیناتیر اکام ہے۔ اسلام کے دوبدترین دشمنوں عمر بن ہشام (ابوجہل) یاعمر بن خطاب میں سے کسی ایک کونور ایمان عطافر ماکہ کمزور مسلمانوں کوہمت حاصل ہو"۔

دارار قم (۱) کے دروازے پر دستک ہوئی۔ ایک صحابیؓ نے جھانک کر دیکھاتو حضرت عمر بن خطابؓ تلوار حمائل کئے نظر آئے۔

(۱) دارار قم کوہِ صفاء پر واقع ارقم بن ابی الارقم مخزومی کامکان تھا۔ جسے نبوت کے پانچویں سال میں سیدناعلیہ الصلوۃ والسلام نے الگ تھلگ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے اجتماع اور تبلیغ کی سر گرمیوں کے مرکز کے طور پر استعمال کیا۔

سید ناعلیہ الصلوٰۃ والسلام کواطلاع دی گئی۔ سید ناامیر حمزہؓ نے جو تین دن قبل ایمان لائے تھے کہا'' دروازہ کھول دواگر وہ خیر کی نیت سے آیا ہے توہم اسے خیر عطاکریں گے اور اگر کوئی بُر اارادہ لے کر آیا ہے توہم اسی کی تلوار سے اس کاکام تمام کر دیں گے۔''

حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کی خوشی میں صحابہ کرام نے اس زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ مسجد الحرام میں موجو دلو گوں نے بھی بیہ صدائے حق سن لی۔





حضرت عمرٌ نے صحابہ کرام کو دوصفوں میں ترتیب دیاایک میں حضرت حمزہؓ اور ایک میں حضرت عمرؓ تھے۔ سب سیدناعلیہ الصلوة والسلام کے زیر سامیہ مسجد الحرام کی جانب روانہ ہوئے۔ عمر وحمزہ کے جلومیں پیغیبر اسلامؓ اور ان کے ساتھیوں کو جر اَت مندی سے آتاد کھے کر قریش مکہ میں کہرام چے گیا۔ اس موقع پر سیدناعلیہ الصلوة والسلام نے حضرت عمرؓ کو"فاروق"کے لقب سے نوازا۔

حضرت عمرٌّاس کے بعد دشمن اسلام ابوجہل کے مکان پر پہنچے گئے۔ ابوجہل باہر آیااور خوشخبری سننے کے اشتیاق میں کہنے لگا۔

"خوش آمدید،خوش آمدید کیسے آناہوا؟"حضرت عمرؓ نے کہا، میں تمہیں یہ بتانے آیاہوں کہ میں اللہ اور اس کے رسول محمہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکاہوں، اور محمہ الرسول مَثَّلُ اللَّهُ عَلَيْهِ جَو بِجھ لے کر آئے ہیں اس کی تصدیق کر چکاہوں۔ ابو جہل کی امیدوں پر پانی پھر گیااور دروازہ بند کرتے ہوئے بولا، اللہ تیر ابُر اکرے اور جو کچھ توطے کر آیاہے اس کا بھی بُر اکرے۔

حضرت عمرٌ نے جب اپنے اسلام قبول کرنے کی خبر جمیل بن معمر حمجی کو دی جو کسی بات کاڈھنڈ ورہ پیٹنے میں ممتاز تھاتواس نے چنج حضرت عمرٌ اس کے پیچھے پیچھے چلے آرہے تھے۔ بولے یہ حصوت بولتا ہے میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ لوگ اگر چہ حضرت عمرؓ کی عزت و قوت، شرف اور زور بازوسے خا نف رہتے تھے۔ لیکن حصوت بولتا ہے میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ لوگ اگر چہ حضرت عمرؓ کی عزت و قوت، شرف اور زور بازوسے خا نف رہتے تھے۔ لیکن اس وقت بہت بڑی تعداد نے مل کر انہیں مار نا پیٹنا شروع کر دیا۔ حضرت عمرؓ بھی لوگوں کو مار رہے تھے یہاں تک کہ سورج سرپر آگیا اور حضرت عمرؓ تھک کر بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کہا جو بن پڑے کر لو۔ خدا کی قسم اگر ہم لوگ تین سوکی تعداد میں ہوتے تو پھر مکہ میں تم رہتے یاہم رہتے۔

حضرت عمر کے خلاف انفرادی سطح پر کوئی اقدام اٹھانے سے مشر کین گھبر اتے تھے۔ وہ جم غفیر کی صورت میں اکٹھے ہوئے اور حضرت عمر کے خلاف انفرادی سطح پر کوئی اقدام اٹھانے سے مار ڈالیس۔ اس دوران قبیلہ سہم جو حضرت عمر گا حلیف قبیلہ تھا، سے تعلق رکھنے والے ابو عمروعاص بن وائل سہمی آگئے۔ حضرت عمر ٹے اپنے قبول اسلام اور قوم کے دشمن بن جانے کا تذکرہ کیا۔ ابو عمرو بن عاص یہ سن کر باہر نکلے اور لوگوں کی بھیڑ سے بو چھا کیا ارادہ ہے ؟ لوگوں نے کہا کہ خطاب کا بیٹا مطلوب ہے جو بے دین ہو گیا ہے۔ ابو عمرونے کہا کہ تم لوگ اس تک نہیں پہنچ سکتے وہ میری پناہ میں ہے۔ لوگ یہ سن کر مایوس ہوئے اور واپس چلے گئے۔





نجاشي باد شاه كا دربار

اسلام کے ابتدائی دور میں دو جنتیاں ایس بین جنہوں نے مالی لحاظ سے بہت قربانیاں دیں ان میں سے ایک حضرت خدیج اور دوسرے حضرت ابو بکر شخصے۔ اسلام سے پہلے یہ دونوں افراد مکھ کے تو نگروں میں شار ہوتے شخصے۔ لیکن جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو بلکل تبی دست سخے کیونکہ انہوں نے اپنی ساری دولت اسلام کی راہ میں قربان کر دی تھی۔ جب حضرت عمر شہن خطاب مسلمان ہوئے تو انہوں نے اپنے اہل خاندان کو دعوت دی اان کے قبیلہ ''بنی عدی'' کے متعدد افراد بھی مسلمان ہوگئے۔ قریش نے مسلمان ہوگئے۔ متعدد افراد بھی مسلمان ہوگئے۔ قریش نے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتے دیکھا تو انہیں بہت تشویش ہوئی۔ وہ جانے شخے کہ حضرت جمزہ اور دحضرت عمر شبن نظر انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کا سوشل بائیکا نے (Social Boycott) کر کے ان پر عرصۂ حیات ننگ کر دیا چائے۔ کفار نے یہ فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کا سوشل بائیکا نے (Social Boycott) کر کے ان پر عرصۂ حیات ننگ کر دیا جائے۔ کفار نے یہ پابندی لگادی کہ مسلمانوں سے نہ تو کوئی چیز خریدی جائے اور نہ بی انہیں کوئی چیز نیچی جائے اور کوئی انہیں لڑی دے ۔ کفار نے یہ پابندی لگادی کہ مسلمانوں سے نہ تو کوئی چیز خریدی جائے اور نہی انہیں کوئی چیز نیچی جائے اور کوئی انہیں لڑی حصہ معان نور مصلمانوں کی مسلمانوں کی مسلمانوں کی حضور علیہ الصلاق والسلام نے فیصلہ کیا کہ وہ خو دعلہ میں تشہر سے وہی گین مسلمانوں کو ایک دوسرے ملک حبشہ کی طرف روانہ کر سے۔ اس بناء پر حضور علیہ الصلاق والسلام نے فیصلہ کیا کہ وہ خود مکہ میں تشہر سے رہیں لیکن مسلمانوں کو ایک دوسرے ملک حبشہ کی طرف روانہ کر سے۔ حبشہ کی جانب بھرت کی ان کی تفصیل ہیں ہے۔

ا۔ جعفر بن ابی طالب اور ان کی بیوی اساع ابوطالب کے دوبیٹے تھے ایک حضرت علی جن کی پرورش حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی نگر انی میں کی اور دوسرے حضرت جعفر طجنہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے چچاعباس نے اپنی فرزندی میں لے لیا تھا۔

۲۔ عثمانؓ بن عفان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داماد اور حضرت رقیہ ؓ کے شوہر تھے۔ حضرت رقیہ ؓ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبز ادی تھیں۔ جب ابولہب کے بیٹے نے انہیں طلاق دی تووہ حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آگئیں۔

سار زبیر بن العوام، عبدالله بن مسعود، عبدالرحمٰن بن عوف، ابو حذیفه سهله دختر سهیل بن عمر، عامر بن ربیعه اور ان کی زوجه لیل بنت ابوخییژه، حاطب بن عمر، سهیل بن بیضا، معصب بن عمر، ابو مسلمه اور ان کی بیوی اُم سلمه بنت امیه، عثان بن مظعون ـ





یہ لوگ چھوٹے چھوٹے گروہوں کی صورت میں مکہ سے نکل کر سمندر کے کنارے پہنچے اور کشتی پر سوار ہو کر حبشہ کی طرف روانہ ہو اللہ جہوٹے۔ یہ مسلمانوں کا پہلا دستہ تھا جو حبشہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب مسلمان حبشہ کے دارالخلافہ پہنچے تو حضرت جعفر کی زوجہ حضرت اساء نے اپنی آمد کے پہلے ہی دن ایک لڑے کو جہنم دیا۔ اُسی دن حبشہ کے حکمر ان نجاشی کے یہاں بھی لڑے کی ولادت ہوئی۔ اساء نے اپنی آمد کے پہلے ہی دن ایک لڑے کو جو دورہ پلانے کی تجویز پیش کی جو منظور ہو گئی۔ اس طرح عربوں کے رواج کے مطابق حضرت جعفر بن ابی طالب گابیٹا اور حبشہ کے بادشاہ کا فرزند آپس میں رضاعی بھائی بن گئے۔

ہجرت کرنے والے مسلمانوں کی پہلی جماعت کے بعد دوسرے مسلمان گروہ بھی مکہ سے حبشہ کی طرف روانہ ہو گئے اور مجموعی طور پر ایک سونو (109) مسلمان حبشہ میں جمع ہو گئے۔ بیہ سب لوگ کشتی کے ذریعے حبشہ پنچے تھے۔ آخر الا مر قریش کو بیہ علم ہو گیا کہ بچھ مسلمان حبشہ کی طرف نکل گئے ہیں لہٰذاانہوں نے عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید نامی دوافراد کو بیہ مہم سونچی کہ وہ حبشہ جائیں اور وہاں کے بادشاہ سے کہیں کہ وہ مسلمانوں کوان کے حوالے کر دے تاکہ انہیں واپس مکہ لایا جاسکے۔

کفار کے ایکچیوں نے بادشاہ کے دربار میں پہنچ کر کہا،"اے حبشہ کے بادشاہ! جن لوگوں کو تو نے پناہ دے رکھی ہے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے دین کو ترک کر دیا ہے۔ وہ ہمارے اجداد پر تنقید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا دین جھوٹا تھا اور ہمارے بزرگ باطل کی پیروی کرتے تھے۔ اے شاہ حبشہ!جولوگ آج تیری پناہ میں ہیں وہ کل تیری رعیت کے دین کو بھی بدل دیں گے بزرگ باطل کی پیروی کرتے تھے۔ اے شاہ حبشہ اجولوگ آج تیری پناہ میں ہیں مہ واپس لے جائیں"۔ حبشہ کے بادشاہ نے الہذا تیری بہتری اس ہی میں ہے کہ انہیں ہمارے سپر دکر دے تاکہ ہم انہیں مکہ واپس کے جائیں"۔ حبشہ کے بادشاہ نے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا اور کہا ہے دوافر ادمکہ سے آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم لوگ خطاکار ہو لہذا تم سب کو مکہ واپس بھیج دینا چاہیے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ تمہارے اہل خاندان تمہاری واپس کے منتظر ہیں۔ تم لوگ اپنی صفائی میں کیا کہنا چاہتے ہو۔

حضرت جعفر "بن ابی طالب نے کہا،" اے باد شاہ! ہم لوگ بت پرست تھے کوئی بُر اکام کرنے سے ہم شر مسار نہیں ہوتے تھے۔
کمزوروں اور تنگ دستوں پر ظلم روار کھنا ہماری عادت بن چکا تھا۔ ہم اند ھیروں میں بھٹک رہے تھے کہ ہمارے در میان ایک پیغیبر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ پیدا ہو ااور اس نے ہمیں خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے کارستہ دکھایا اور ہمیں یہ درس دیا کہ ہم پھرسے بنی ہوئی مور توں کی پوجانہ کریں۔ بُرے کاموں سے توبہ کرلیں اور مسکینوں پر ظلم وستم روانہ رکھیں۔ ہم لوگ اس پر ایمان لے آئے۔ اے باد شاہ! یہ لوگ پھر اور لکڑی کی بنی ہوئی مور توں کو خدا کہتے ہیں اور ان کی پوجا کرتے ہیں، معاشرے کے ناتواں لوگوں پرستم ڈھاتے ہیں۔ یہ لوگ ہمارے پغیبر گوایذاء پہنچانے ، پھر مارنے اور دشام دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے "۔





صور تحال واضح ہونے کے بعد حبشہ کے بادشاہ نے تکم دیا کہ عمر وہن العاص بن ولید کے لائے ہوئے تحا نف واپس کر دیئے جائیں اور قریش کے نما کندے نامر ادواپس لوٹ گئے۔ نجاشی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کے بارے میں مزید دریافت کیا۔ حضرت جعفر ؓ نے حبشہ کے بادشاہ اور اس کے دربار میں حاضر دوسرے لوگوں کے سامنے سورۃ مریم کی آیات تلاوت کیں۔ نجاشی یہ کلام سن کر بے اختیار روپڑ ااور اس کے دربار میں موجود دوسرے لوگ بھی رونے لگے۔ نجاشی نے کہا کہ تمہارا پیغیمر ؓ ایک عظیم اور سیا انسان ہے۔ تم لوگ جب تک چاہومیرے ملک میں آزادی سے رہو کوئی تمہیں اس ملک سے نہیں نکالے گا۔





ابوطالب کی گھاٹی

ابوطالب قریش کی ریشہ دوانیوں سے باخبر سے۔ قریش انہیں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و پشت پناہی سے دست بردار ہونے پر مجبور کررہے سے۔ ابوطالب نے اپنے جداعلی عبد المناف کے دوصاحبز ادوں ہاشم اور مطلب کے خاند انوں کو جمع کی اور انہیں آمادہ کیا کہ اپنے بھتیج محمد کی حمایت و حفاظت کا جو کام اب تک وہ تنہا انجام دیتے رہے ہیں سب مل کر اس کام کو انجام دیں۔

عربی حمیت کا تقاضاتھا کہ اہل خاندان اس بات پر راضی ہو جائیں سب افراد خاندان اسس تجویز سے متفق ہوئے اور انہوں نے
ابوطالب کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن ابوطالب کے بھائی ابولہب نے مشرکین قریش کا ساتھ دیا۔ حضرت حمزہ اور حضرت عمر گا
قبول اسلام اور قبیلہ بنی ہاشم و بنی مطلب کا محمر گی حمایت کے لیے عہد و پیان کفار کو پہند نہیں آیا۔ حبشہ کے بادشاہ نے بھی
درخواست مستر دکر دی تھی۔ مشرکین جمع ہوئے اور بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خلاف عہد و پیان کیا کہ ان سے ہر قسم کا تعلق ختم
کرلیاجائے نہ ان سے خرید و فروخت کی جائے نہ ان سے شادی بیاہ کریں۔ تاو قتیکہ محمر موقل کرنے کے لیے ہمارے حوالے نہ کر
دیں۔

اس معاہدہ پرتمام سر داران قریش نے دستخط کئے اور خانہ کعبہ کی دیوار پر آویزال کر دیا۔

محمد الرسول الله صلى الله عليه وسلم اور دوسرے تمام مسلمانوں كومكہ سے نكال ديا گيا۔ اس موقع پر بنو ہاشم نے حضرت محمد عليه الصلاۃ والسلام كى حمايت ترك نه كى اور وہ بھى دوسرے مسلمانوں كے ہمراہ مكہ سے باہر نكل آئے۔ ان ميں پيغيبر اسلام سيد ناعليه الصلاۃ والسلام كى حمايت ترك نه كى اور وہ بھى دوسرے مسلمان نہيں ہوئے تھے۔ ابوطالب كى غيرت اور حميت نے گوارہ نه كيا كہ وہ اپنے الصلاۃ والسلام كے وہ عزيز بھى شامل تھے جو مسلمان نہيں ہوئے تھے۔ ابوطالب كى غيرت اور حميت نے گوارہ نه كيا كہ وہ اپنے كو بے يارو مد دگار حجور ديں۔

(۱) سیر ناعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اہل خاندان کے ہمراہ جس گھاٹی میں پناہ گزین تھے وہ ابی طالب کی ملکیت تھی۔جو گھاٹی درماندہ لو گوں کی پناہ گاہ تھی اس میں ابی طالب اور خاندان کے دیگر افراد قیام کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

(۱) قریش کے دس قبیلوں میں سے ہر قبیلہ مکہ کے گر دونواح میں پھیلی ہوئی پہاڑیوں میں قدرتی طور پر بن جانے والے دروں اور گھاٹیوں میں سے کسی ایک کھائی یا درہ کا مالک تھا۔ ان گھاٹیوں کو شعب کہتے ہیں جب کوئی اجنبی شخص قریش کے کسی قبیلے سے پناہ مانگا تو قبیلہ اس کے تھہرنے کا بند وبست اپنی مخصوص شعب یا گھاٹی میں کرتا تھا۔





قریش نے مسلمانوں کو اشیائے ضرورت کی فروخت پر پابندی لگا دی تھی۔ اس پر ستم یہ کہ شعب ابی طالب کسی قافلہ کی گزرگاہ بھی نہیں تھی۔ جس سے کھانے پینے کی چیزیں مہیا ہو سکتی۔ مسلمانوں نے شعب ابی طالب میں انتہائی دردناک مصیبتوں اور بھیانک پریشانیوں میں وقت گزارا۔ انہی دنوں جب مسلمان شعب ابی طالب میں جلا وطنی کی زندگی گزار رہے سے ایک دن حضرت حضرت خدیج کا جیتیجا اپنی بھو بھی کے لیے کچھ اشیائے ضرورت لے کر باہر نکلا۔ قریش کے افراد نے جو نگر انی کررہے سے حضرت خدیج گا جیتیجا اپنی بھو بھی کے لیے کچھ اشیائے ضرورت لے کر باہر نکلا۔ قریش کے افراد نے جو نگر انی کررہے سے حضرت خدیج گئے جیتیج کو مکہ سے باہر نکلتے ہوئے دکھ لیا انہوں نے سامان ضبط کر کے اسے اتنازدو کوب کیا کہ وہ تمین دن تک بستر سے نہیں اُٹھ سکا۔ ان دنوں میں مکہ کے کچھ بزرگوں نے مصالحت کی کوشش کی اور قریش سے کہا کہ وہ اجازت دیں کہ مجمع علیہ الصلاق والسلام ایپ دین سے دستبر دار ہو جائیں تو کہ واپس چلے آئیں۔ لیکن اگر وہ اییا نہیں کرنا چاہتے تو پھر وہیں پر اپنی موت کا انتظار کریں ہم انہیں مکہ میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

سید ناعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ساتھیوں نے تین سال تک تنگی ترشی اور سختی کو بر داشت کیا۔ شعب ابی طالب میں مسلمانوں کے پاس گھر یلوسامان نہیں تھا اور مگی کا پیالہ رہ گیا کے پاس گھر یلوسامان نہیں تھا اور مگی کا پیالہ رہ گیا تھا اور ایک دن وہ پیالہ بھی ٹوٹ گیا۔ شعب ابی طالب میں مسلسل رنج والم اور دائمی بھوک کے علاوہ ایک اور حادثہ بھی رو نما ہو اوہ تھا کہ سید ناحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ حضرت خدیجہ تعسرت اور تنگدستی کے باعث بیار ہو گئیں اور چو نکہ علاج معالجہ کے لیے ضروری دوااور مناسب غذاموجود نہ تھی لہٰذاسید ناعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ سن ۲۱۹ عیسوی میں انقال فرما گئیں (۱)۔

(۱)مسلمانوں نے اس سال کوعام الحزن کانام دیاہے۔

جب حضرت خدیجیٌّ نے زندگی کو خیر باد کہا توان کی عمر ۲۵ برس تھی اور حضرت محمه صلی الله علیہ وسلم کی زندگی کے پچپاس سال گزر چکے تھے۔ جب حضرت خدیجہؓ نے شعب ابی طالب میں زندگی کو الوداع کہا توان کے لئے کفن بھی نہ تھا۔ لہذا حضرت خدیجہؓ کو" صوقعہ "(۱) میں لیپیٹ کر سپر دخاک کر دیا گیا۔

(۱) صوقعہ دراصل ایک ایسی لمبی جادر کو کہتے تھے جسے عرب خوا تین اپنے سر ڈھانینے کے لئے استعال کرتی تھیں۔

حضرت خدیج کی وفات کے دودن بعد مسلمانوں کو دوسر اصدمہ پہنچااور پیغیبر اسلام حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پچا" ابی طالب "نے چھیاسی سال کی عمر میں دار فانی کو چھوڑ دیا۔ انہی دنوں کعبہ میں لئکے ہوئے بائیکاٹ کے فرمان کو دیمک نے چاٹ لیا قریش نے جب یہ دیکھا کہ دیمک نے حضرت محمد علیہ الصلوۃ والسلام اور دوسرے مسلمانوں کو شہر بدر کرنے کے فرمان کو چاٹ لیاہے اور صرف" خدا "کانام باقی رہنے دیاہے توان پر انجاناخوف طاری ہو گیا۔ قبائل قریش ہی میں سے چند حلیم الطبع افراد نے آواز بلند کی





کہ اس ظالمانہ معاہدے کو ختم کر کے بنوہاشم کو محاصرہ سے باہر لا یاجائے۔ سوائے ابوجہل کے کسی نے اس کی مخالفت نہ کی۔ جب مسلمان شعب ابی طالب سے واپس لوٹے تومسلسل فاقہ کشی، بھوک اور پیاس کے باعث بے حد کمزور ہوچکے تھے۔ ان کے چہرے ہڈیوں کے ڈھانچے بن چکے تھے اور ان کے بدن کی کھال سورج کی تمازت سے بُری طرح تھلس گئی تھی۔

ایک دن ابی الهب نے بنوہاشم کے تمام افراد کو ایک ضیافت میں شرکت کی دعوت دی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی مدعو کیا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو ابی لهب نے حضرت محمد مصطفی مُنگاللَّیْم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،"میں چاہتا ہوں کہ بنوہاشم کے تمام افراد کے سامنے تجھے سے تیرے جدعبد المطلب کے بارے میں سوال کروں اور پوچھوں کہ تم جو یہ کہتے ہو کہ مشرکین جہنم میں جائیں گے تو تمہارے خیال میں عبد المطلب جنت میں ہیں یا جہنم میں ؟۔"

حضور عليه الصلوة والسلام نے جواب میں قر آن کی بیر آیت تلاوت کی۔

ترجمه:

پنجمبر اور وہ لوگ جو ایمان لائے خداسے مشر کوں کے لئے مغفرت طلب نہ کریں چاہے وہ لوگ ان کے اقرباء میں سے ہوں۔ (توبہ ۱۱۴)

اس کے بعد ابی لہب نے ابی طالب کے بارے میں پوچھا اور کہا آیا میر ابھائی ابی طالب بخش دیا گیا ہے یا نہیں۔ حضور علیہ الصلاق والسلام نے جو اب دیا کہ ابی طالب جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو مسلمان نہیں ہوئے تھے اور انہوں نے اپنے اجداد کے دین کو نہیں چھوڑا تھالہٰذاان کامعاملہ بھی خدا کے ہاتھ میں ہے۔

پھر ابی اہب نے پچھ اور بڑوں کا نام لیاجو محمد علیہ الصلاۃ والسلام کے اجداد میں سے تھے۔ ابی اہب نے پو چھا۔ یہ لوگ بخش دیئے جائیں گے یا نہیں۔ جواب میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا تھم قطعی ہے۔ اور اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ قبیلے کے سربراہ ابی الہب نے وہاں موجو دلو گوں سے پو چھا کہ آیا مجھے یہ حق نہیں پہنچتا کہ محمہ گو قبیلہ بنی ہشم سے باہر نکال دوں؟ سب لو گوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ قبیلہ کے سر دار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ محمہ گو قبیلہ بدر کر دے۔ ابی اہب نے اسی وقت اعلان کر دیا کہ میں نے محم گو اپنے تبیلے سے نکال دیاہے اور آج کے بعد ہمارااس سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ جزیرۃ العرب میں جب کسی کو قبیلے سے نکال دیا جاتا تو اس کی حیثیت اتن ناچیز ہو جاتی تھی کہ اسے قبائلی جرگہ میں انصاف کی در خواست کرنے کا حق بھی





نہیں رہتا تھا۔ جزیرۃ العرب میں قبیلہ سے خارج ہونے والا شخص تمام ساجی اور معاثی حقوق سے محروم ہو جاتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں اس سے زندہ رہنے کاحق بھی چھین لیاجاتا تھا۔





دل نے جو دیکھا حھوٹ نہیں دیکھا

پیغمبر اسلام سیرناعلیہ الصلوٰۃ والسلام کواللّٰہ نے ایسے وقت میں اپنے حضور طلب فرمایا۔ جب روئے زمین پر ان کے لئے عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیاتھا۔ چہتی، جان نثار ہیوی اور مشفق چیا بھی دنیامیں نہیں تھے۔

قرآن میں ارشادہے:

ترجمه:

قسم ہے تارے کی جب گرے۔

بہکا نہیں تمہارار فیق اور بے راہ نہیں چلا۔

اور نہیں بولتا اپنے چاؤسے۔

یہ تو تھم ہے جو پہنچاہے۔

اس کو سکھایاز بر دست قوتوں والے نے۔

زور آورنے پھر سیدھا بیٹھا۔

اوور وہ تھااونچے کنارے آسان کے پھر نزدیک ہوااور خوب اتر آیا۔

چررہ گیافرق دو کمان کامیانہ یااسسے بھی نزدیک۔

پھر ہاتیں کیں اللہ نے اپنے بندے سے جو ہاتیں کیں۔

جھوٹ نہ دیکھادل نے 'جو دیکھا۔

اب تم کیااس سے جھگڑتے ہو،اس پر جواس نے دیکھا۔

اوراس کواس نے دیکھاہے ایک دوسرے اتارے میں۔



(نجم_اتا۱)

اگلی صبح سیدناعلیہ الصلوۃ والسلام نے جب گذشتہ رات کے واقعات قریش مکہ کوسنائے تو دل کے اندھے لوگوں نے آپ کا متسخر الرایااور آپ کے گر د جمع ہو کر طرح طرح کے سوالات کرنے لگے۔ رؤسائے قریش نے بیت المقدس کی بناوٹ اور طرز تغییر سے متعلق سوالات کئے۔ سیدنا حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے بیت المقدس گذشتہ رات سے قبل کبھی نہ دیکھا تھا۔ اللہ نے آپ کو سرخرو فرمایااور ممکرین کے سوالوں کا صبح صبح جو اب دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق سے ایک مشرک نے پوچھاکیاایک رات میں کوئی شخص مکہ سے بیت المقدس آنے جانے کا سفر طے کر سکتا ہے؟ حضرت ابو بکر جو اس وقت تک واقعۂ معران سے باخبر نہ سے ، انکار میں جو اب دیا۔ اس پر مشرکین نے کہا کہ تمہارا پیغیبر تو یہی کہتا ہے کہ اس نے راتوں رات مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک اور پھر وہاں سے آسانوں تک کا سفر کیا ہے۔ سیدنا ابو بکر ٹے فرمایا کہ میں نے حضرت محمہ رسول اللہ کی حق گو زبان سے اگر چہ میہ بات وہاں سے آبیوں تھدیق کر تاہوں۔





حق بات کہنے پر پتھر مارے گئے

واقعهٔ معراج کے بعد سیدنا حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے تبلیغ کے لئے مکہ کے قرب وجوار کی بستیوں کا انتخاب کیا۔ آپ طائف تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کے داداعبدالمطلب کا چپازاد بھائی ''عبدیالیل''سکونت پذیر تھا۔ جب اس کو پہتہ چلا کہ سیدناعلیہ الصلاۃ والسلام اس سے ملاقات کرناچاہتے ہیں تواس نے ملنے سے انکار کر دیا۔

سدناعلیہ الصلوۃ والسلام نے طائف کے سر داروں سے ملاقات کی اور انہیں حق و صداقت کا پیغام دیا۔ لیکن انہوں نے حق و صداقت کا پیغام قبول کرنے سے انکار کر دیااور آپ کے پیچے وہاں کے اوباش لڑکوں کولگادیا۔ جو آپ پر آوازیں کتے، تالیاں پیٹتے اور گالیاں دیتے تھے۔ انہوں نے اسخ پتھر مارے کہ آپ کی تعلین مبارک خون میں بھر گئیں۔ جبر ائیل امین حاضر ہوئے اور کہا کہ اگر آپ اجازت دیں توبستی والوں پر بہاڑ الٹ دیئے جائیں۔

رحت اللعالمين في فرمايا:

" میں مخلوق کے لئے زحمت نہیں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ میں اُمید کر تا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں سے ایسے بندے پیدا فرمائے گاجو صرف ایک اللہ کی عبادت کریں گے۔"

زخموں سے چور آپ نے ایک باغ میں پناہ لی۔ اس باغ کے مالک دو بھائی عتب بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ تھے۔ سیدنا حضور علیہ الصلاق والسلام کولہولہان دیکھ کر انہوں نے اپنے نصرانی غلام کے ہاتھ آپ کی خدمت میں انگور کاخوشہ بھیجا۔ آپ نے بسم اللہ کہہ کر انگور لے لیا۔ مسیحی غلام نینوا کا باشندہ تھا۔ اس نے آپ سے ان کلمات کی بابت دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ تم میر سے بھائی یونس بن متی کے شہر کے رہنے والے ہو۔ وہ بھی میر کی طرح خدا کے پینمبر تھے۔ یہ سن کر ابن ربیعہ کاغلام "عداس" میں جھائی یونس بن متی کے شہر کے رہنے والے ہو۔ وہ بھی میر کی طرح خدا کے پینمبر تھے۔ یہ سن کر ابن ربیعہ کاغلام "عداس" آپ کے قدموں میں جھک گیا۔ عداس نے کہا، "اگر چہ میرے آ قاعتہ نے مجھے یہ کہا ہے کہ آپ کو انگور پیش کروں لیکن میں جانتاہوں کہ آپ کواس باغ میں پناہ نہیں دے گا۔ میں اتناضر ورکر سکتاہوں کہ لوگوں کی نظر وں سے بچاکر آپ کوطائف سے باہر لے جاؤں۔

مسیحی خدمت گار عداس نے اپنے وعدے پر عمل کیا اور جیسے ہی رات گہری ہوئی پیغیبر اسلام حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو طائف کے شہر سے باہر لے آیا اور بولا،" خداکے برگزیدہ بندے! اس شہر سے دور نکل جائے کہ یہاں کے لوگ آپ کی جان کے دشمن ہیں "۔





حضور علیه الصلوٰة والسلام صحر امیں پیدل چلتے ہوئے ایک ایس جگه پہنچ جسے "بطن نخله" کہتے تھے۔ رات کا سال تھا اور ساری کا کانات خامو شی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ وہال پہنچ کر پیغیبر اسلام حضور علیه الصلوٰة والسلام نے انتہائی سوز و گداز کے ساتھ قر آن کی تلاوت شروع کر دی۔ جنات نے جب سوز و گداز سے بھر پور نورانی آواز میں قر آن سنا تو ان کی ایک جماعت حضور علیه الصلوٰة والسلام خدمت میں حاضر ہوئی اور اسلام قبول کیا۔ قر آن یاک کی چھیالیسویں سورۃ میں ارشاد ہے:

: 27

"اوروہ وقت آن پہنچاجب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو تمہاری جانب بھیجاتا کہ وہ قر آنی آیات کو سنیں اور جب وہ حاضر ہو گئے توانہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ خاموش ہو کر سنو۔ پھر وہ اپنی قوم کی طرف عذاب سے ڈرانے والے بن کریلٹے"۔

(احقاف ٢٩)

زخم زخم جسم، بھوک سے نڈھال اور خستہ حال محر طائف کے شہریوں سے مایوس ہو کر مکہ لوٹ آئے۔ حضور ؓ نے یہ جان لیا تھا کہ طائف مسلمانوں کی پناہ گاہ نہیں بن سکتا، لیکن کسی قبیلے سے منسلک ہوناضر وری تھا۔ لہذاانہوں نے قبیلہ زہرہ کے سربراہ "اخنس بن شریق " کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اس سے حق جوار چاہتے ہیں۔اخنس بن شریق نے جواب بھجوایا کہ اگر چہ اس کی یہ خواہش ہے کہ وہ محمد کو جوار (پناہ) دے لیکن وہ ایساکرنے سے معذور ہے کیونکہ اس نے قبیلہ قریش کے ساتھ معاہدہ کرر کھا ہے۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے سہیل بن عمر و کو پیغام بھجوایااور اس سے کہا کہ وہ انہیں اپنے قبیلے میں جگہ دے۔ سہیل بن عمر و قبیلہ قریش سے دوریرے کا تعلق رکھتا تھا۔ لہٰذااس نے بھی حضور ؓ کو پناہ دینے سے انکار کر دیا۔

مطعم بن عدی نے سید ناعلیہ الصلوۃ والسلام کے پیغام کا مثبت جواب دیا اور اپنی قوم کو جمع کر کے ہتھیار باندھے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام مکہ میں داخل ہوئے اور مسجد الحرام میں حاضر ہو کر طواف کیا۔ معظم بن عدی اپنی سواری پر سوار تھا۔ اس نے اعلان کیا ،"قریش کے لوگو! میں نے مجمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دے دی ہے"۔ مطعم بن عدی اور اس کے لڑکوں نے سید ناعلیہ الصلوۃ و السلام کے گرد حلقہ بنار کھا تھا۔ کعبہ میں حاضری کے بعد آئے اپنے گھر تشریف لے گئے۔

عقبه میں عہد و بیاں

نبوت کے دسویں سال حج کے لئے مکہ آنے والے قبائل کے سربراہوں سے رابطہ کر کے سیدناعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی





دعوت دی۔ لیکن قبا کلی سر داروں میں سے کسی نے بھی آپ گی باتوں پر توجہ نہ دی۔ قریش نے یہ مشہور کرر کھا تھا کہ محر مجنوں ہوگئے ہیں ان کی باتوں پر توجہ نہ دی جائے۔ لیکن حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپناکام جاری رکھا۔ مکہ اور منلی کے در میان عقبہ کے مقام پر آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو چندلوگ ملے۔ آپ نے ان سے اپنا تعارف کر ایا اور وحد ہ لا شریک کی صفات بیان کیں۔ ان کی کل تعداد چھ تھی اور وہ یثر ب سے آئے تھے۔ ان کے قبیلے کانام خزرج تھا۔ ان لوگوں نے آپس میں صلاح ومشورہ کیا اور ان کی کل تعداد چھ تھی اور وہ یثر ب سے آئے تھے۔ ان کے قبیلے کانام خزرج تھا۔ ان لوگوں نے آپس میں صلاح ومشورہ کیا اور ان چھو لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ یہ لوگ جب یثر ب پنچ تو انہیں نبی کریم کے پیغام کو عام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الگے برس عقبہ کے مقام پر مزید بارہ افر اد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دین حنیف میں داخل ہونے کے بعد یہ عہد لیا گیا: اداللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

۲۔ تخریب اور بُرے اعمال سے دور رہیں گے۔

سد جان ومال کے ساتھ سید ناحضور علیہ الصلوۃ والسلام کی حمایت کریں گے۔

سم۔ اسلام کی حمایت اور سربلندی کے لئے مشر کین سے لڑناپڑ اتو لڑیں گے۔

عقیدہ توحید سے سر فراز ہو کریہ لوگ واپس جانے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضر سے مصعب بن عمیر اوان کے ہمراہ کر دیا تاکہ وہ نو مسلم حضرات کو تعلیم دیں۔ اس سے اگلے سال یثر ب سے آنے والے لوگوں میں سے 20 افراد نے اسلام قبول کیا اور اسلام کے لئے جان ومال قربان کرنے کے عہد کو دہر ایا۔ یثر ب میں اسلام کا غلغلہ بلند ہونے اور شب وروز مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ سے مسلمانوں کو ایک پناہ گاہ میسر آگئ۔ سیدناعلیہ الصلوۃ و السلام نے مکہ سے مسلمانوں کو ہدایت کی کہ وہ یثر ب بی طرف ہجرت کر جائیں۔ مسلمان اپنا گھر بار اور سب کچھ چھوٹ کر مکہ سے یثر ب ہجرت کر گئے۔ مسلمان اگر چہ چھوٹ چھوٹ چھوٹ قافلوں میں ہجرت کر دیا ہے، مگر مکہ میں یہ بات پھیل گئے۔ مکہ میں مسلمانوں کو ہجرت سے روکنے اور مکہ سے باہر نگلنے پریابندی لگانے کا فیصلہ ہوا۔

مسلمانوں میں سے تین افراد حضرت عباس بن ربیعہ اور دوسرے دوبھائی حضرت امیہ اور حضرت ہاشم بن عاص پر مشمل گروپ جب مکہ سے روانہ ہونے لگا تو حضرت ہاشم کو کفار نے گر فتار کر لیا۔ اس زمانے میں رائج سزاؤں میں سے ایک سزایہ تھی کہ زنجیروں میں جکڑ کر صحرا کی تبتی ہوئی ریت پر چھوڑ دیتے تھے۔ حضرت ہاشم کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا۔ حضرت ابوسلم نے جب ہجرت کا ارادہ ظاہر فرمایا تو ان کے سسر ال والوں نے ان سے ان کی بیوی چھین کی اور ان کے والدین نے بچپہ لے لیا۔ ان کی بیوی کھر والوں نے انہیں شوہر کے نے بچپہ لے لیا۔ ان کی بیوی نے شوہر اور بچے کی جدائی میں پوراسال روروکر گزار دیا۔ بالآخر ان کے گھر والوں نے انہیں شوہر کے





پاس جانے کی اجازت دے دی۔ انہوں نے دادادادی سے بچہ کولیااور مدینہ پہنچ گئیں۔ حضرت صہیب گی ہجرت کا کفار مکہ کو جب
پتہ چلاتو قریش نے کہا کہ تم جب ہمارے پاس آئے تھے تو مفلس تھے۔ یہاں تم نے مال ودولت کمایا ہے۔ اب تم یہ چاہتے ہو کہ
اپنامال اور اپنی جان دونوں لے کر چل دو تو بیانا ممکن ہے۔ حضرت صہیب ٹے اپناتمام مال واسباب ان کے حوالے کر دیا۔
مشر کین کو بہت قلق اور رنج ہوا جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان مال، دولت، اولاد، گھر بارکی پر واہ کیے بغیر اپنے رہبرکی بات پر
بلا چون و چرال عمل کرتے ہیں۔ وہ اپنے ہر منصوبے میں بُری طرح ناکام ہو گئے تھے۔



www.ksars.org



دارالندوة

دارالندوۃ میں اجلاس ہوا۔ سیدنا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو زنجیروں میں جکڑ کر قید کرنے اور جلاوطن کرنے کی تجاویز پر اتفاق نہیں ہو سکا۔ ابو جہل کی طرف سے تجویز پیش کی گئی کہ ہر قبیلہ سے ایک تندرست و توانا آدی لیاجائے سب مل کر محمہ پر جملہ آور ہوں اور تلواروں کے پے در پے وار کرکے ان سے نجات حاصل کر لی جائے۔ اس طرح محمہ کا کنون کی ایک قبیلہ کے سر نہیں ہوگا۔ محمہ کے قبیلے والے اور ان کے اتحادی تمام عرب سے جنگ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ یہ تجویز شرکائے مجلس کو پہند آئی اور اس پر عملدرآ مد کا منصوبہ تیار کر لیا گیا۔ اللہ تعالی نے اپنے حبیب کو کفار کے ارادہ سے باخبر کر دیااور مکہ سے یثرب کی طرف ججرت کرنے کا حکم دیا۔ رات کے دو سرے پہر سیدناعلیہ الصلاۃ والسلام کے گھر کے باہر مسلح نوجوانوں کی مشکوک حرکت شروع ہو چکی تھی۔ وہ طے شدہ پر وگرام کے مطابق اپنے ناپاک ارادہ پر عمل کرنے کے لئے تیار تھے۔ سیدناعلیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت علی شے فرمایا کہ تم میری چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو جاؤ۔ چند مزید ہدایات دے کر گھر سے باہر تشریف لے نے حضرت علی شے فرمایا کہ تم میری چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو جاؤ۔ چند مزید ہدایات دے کر گھر سے باہر تشریف لے آئے۔ اس وقت آئے نے سورۃ لیمین کی نویں آبت تلاوت کی۔

ترجمه:

"اور بنائی ہم نے ان کے آگے دیوار اور ان کے پیچھے دیوار، پھر اوپر سے ڈھانگ دیا، سوان کو نہیں سوجھتا"۔

سید نا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کفار کی صفول کے نیچ میں سے نکلتے چلے گئے۔ پروگرام کے مطابق کفار مکہ جب سید ناعلیہ الصلوٰۃ و السلام کے گھر میں داخل ہوئے تو حضور کے بستر پر حضرت علی ؓ ود کھے کر انہیں اپنی ناکامی پر سخت افسوس ہوا۔

ترجمه:

"اور جب فریب بنانے لگے کافر کہ تجھ کو بٹھادیں یامار ڈالیس یا نکال دیں اور وہ بھی فریب کرتے تھے اور اللہ بھی فریب کرتا تھا اور اللّٰہ کا فریب سب سے بہتر ہے"۔

(الانفال-۳۵)

سید ناعلیہ الصلاۃ والسلام حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ پوری رات سفر کرتے رہے۔ صبح صادق کے وقت وہ لوگ غار تور کے نزدیک پہنچ گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق عمر کے لحاظ سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے تین سال بڑے تھے۔ ان کا شار مکہ کے





متمول افراد میں ہوتا تھا۔ لیکن انہوں نے اپنی تمام دولت اور جائداد اسلام کی راہ میں قربان کر دی تھی۔ حضرت ابو بکر خار میں متمول افراد میں ہوتا تھا۔ لیکن انہوں نے اپنی تمام دولت اور جائداد اسلام کو جود مختلف سوراخوں کو بند کر کے پیغمبر اسلام حضور علیہ السلام کو خار میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ غار ثور میں کوئی ایسی چیز موجود نہ تھی جس پر سر رکھ کر حضور علیہ الصلاق والسلام استر احت فرماتے۔

حضرت ابو بکر ﷺ خصور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر مبارک اپنی گو دمیں رکھ لیا۔

حضرت ابو بکر صداین ؓ نے دیکھا کہ غار میں ایک سوراخ باقی رہ گیا ہے۔ انہوں نے اپنا پیر اس سوراخ پر رکھ دیا۔ اس سوراخ میں سانپ تھا جس نے انہیں ڈس لیا۔ حضرت ابو بکر صدیق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آرام کے خیال سے اپنی جگہ سے نہ ہاے۔ لیکن درد کی شدت سے لیسینے کے قطرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی پر ٹیکے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آئکھ کھل گئی۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے دیکھاتو حضرت ابو بکر ﷺ کے چہرے کارنگ زر دہو گیاتھا۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے لعاب دہن لگا کر زہر کے اثر کو زاکل کر دیا۔ قریش کے کارندے اس رات مکہ کے آس پاس پھیل گئے اور گر دونواح کے بیابانوں میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تلاش شروع کر دی۔ انہوں نے یہ اعلان بھی کروادیا کہ جو شخص آپ علیہ الصلاۃ والسلام کوڈھونڈ نکالے گا اسے انعام کے طور پر اونٹ پیش کئے جائیں گے۔ اگلے روز قریش کے کارندے تیزر فتار اونٹوں کے ذریعے اس علاقے تک پہنچ گئے جہاں حضور علیہ الصلوۃ والسلام حضرت ابو بکر ؓ کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ قریش کے افراد غار کے سامنے سے گزرے۔ تعاقب کرنے والے کرنے والوں نے دیکھا کہ غار کے منہ پر مکڑی کا جالا بنا ہوا ہے۔ پیغیمر اسلام حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا تعاقب کرنے والے دوسرے گروہ کے لوگ بھی غار کے منہ پر مکڑی کا جالا بنا ہوا ہے۔ پیغیمر اسلام حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا تعاقب کرنے والے دوسرے گروہ کے لوگ بھی ہیں قریش کی آمدور فت ، دیکھ کر حضرت ابو بکر ؓ پریشان ہو گئے لیکن پیغیمر اسلام حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے انہیں تسلی دیتے ہوئے خدا کی مد دکا یقین دلایا۔

ترجمه:

"اگرتم نہ مدد کروگے رسول کی تواس کی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت اس کو نکالا کا فروں نے ، دوجان سے جب دونوں تھے غار میں جب کہنے لگا تو غم نہ کھا اللہ بھارے ساتھ ہے ، پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے تسکین اس پر اور مدد کو بھیجیں وہ فوجیں جو تم نے نہ دیکھیں اور نیچے ڈالی بات کا فروں کی اور اللہ کی بات ہمیشہ او پر ہے۔ اللہ زبر دست ہے حکمت والا"۔

(توبه ۱





تین دن کی جنتجو کے بعد قریش بھی تھک گئے اور مکہ واپس چلے گئے۔اسی اثناء میں حضرت ابو بکر صدیق گاغلام عامر بن فہیرہ طے شدہ منصوبے کے مطابق دوسفید او نٹنیاں لے کر مذکورہ غار تک پہنچ گیا۔

سفر ہجرت کے اگلے مرحلے میں حضور علیہ الصلوة والسلام" قبا" میں داخل ہوئے اور اُم کلثوم بن الہدم، سید ناعلیہ الصلوة والسلام اور ان کے رفیق غار حضرت ابو بکر صدیق کی میز بانی کے شرف سے مشرف ہوئے۔

سید ناعلیہ الصلاۃ والسلام نے بیس روز تک قبامیں قیام فرمایا اور اسلام کی پہلی مسجد قبامیں تغییر کی۔مسجد کی تغمیر میں سید ناعلیہ الصلاۃ و السلام بنفس نفیس شریک ہوئے۔

مدينة الني

شہر مدینہ بلندی پر واقع ہے۔اس کے شال اور جنوب میں دو پہاڑ ہیں مدینہ کے تین طرف یعنی مشرق، مغرب، جنوب میں منجمد شدہ آتش فشاں پھیلا ہوا ہے۔ مدینہ کی آب وہوامعتدل ہے اور وہاں جزیرۃ العرب کے دوسرے علاقوں کی نسبت بارشیں زیادہ ہوتی ہیں۔

سیدنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام قصوی نامی او نٹنی پر سوار جب مدینہ میں داخل ہوئے تو مدینہ کے باشندوں نے آگے بڑھ کر او نٹنی کی مہار تھام کی۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ سیدنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی میزبانی کا شرف اسے نصیب ہو۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے کہامیری او نٹنی کی لگام چھوڑ دومیری او نٹنی وہاں بیٹھے گی جہاں خداکی مرضی ہوگی اور میں بھی وہیں قیام کروں گا جہاں خداجیا ہے گا۔سیدناعلیہ الصلوۃ والسلام کی او نٹنی قصوی مدینے کے کئی محلوں سے گزری اور محلہ "النجار" میں داخل ہوگئ۔ مشاق سے کہ او نٹنی کہاں بیٹھے گی۔

قصویٰ کچھ دیر تک قبیلہ النجارے محلے میں چکر لگاتی رہی پھر ایسے قطعہ زمین میں داخل ہو گئی جو بالکل خالی تھا۔ اونٹنی وہاں پہنچ کر چند قدم اور آگے بڑھی پھر ھہر گئی اور زمین پر گھٹے ٹیک دیئے۔ اس جگہ پر جہاں اونٹنی نے گھٹے ٹیکے تھے کوئی گھر موجود نہیں تھا اور اس قطعہ زمین کو تھجوریں خشک کرنے کے لئے استعال کیاجا تا تھا۔ البتہ وہاں سے بچھ فاصلے پر ایک گھر تھا اور مسلمانوں نے اپنے پنجیبر علیہ الصلاۃ والسلام کو بتایا کہ یہ گھر ابو ابو بٹ نامی شخص کی ملکیت ہے۔ جس جگہ حضور کی اونٹنی بیٹھ گئی تھی وہ زمین دو بیتم بچوں کی تھی۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے مالیت سے زیادہ رقم دے کروہ زمین خرید لی۔ مدینہ پہنچنے کے دوسرے دن پنجیبر اسلام نے مسلمانوں کی مد دسے اس جگہ پر مسجد کی تعمیر شروع کر دی۔ بلا امتیاز سارے مرد جن میں خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام بھی شامل سے اپنج ہا تھوں سے مٹی ڈھوتے، پھر لاتے، گار ابناتے اور مسجد کی تعمیر میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔ مذکورہ مسجد کی تعمیر میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔ مذکورہ مسجد کی تعمیر میں سات ماہ کاعرصہ لگا۔ مسجد کا قبلہ بیت المقدس تھا۔

مسجد میں ان مہاجرین کے لئے جن کے پاس رہنے کے لئے جگہ نہ تھی اینٹوں اور گارے کی مدوسے ایک بہت بڑا چبوتر ابنایاجو آج بھی صفہ کے نام سے بکاراجا تا تھا۔ مکہ سے آنے والے مسلمان چو نکہ تہی دست تھے اور ان کے پاس رہنے کے لئے جگہ نہیں تھی، پیغیبر اسلام نے انصار سے فرمایا کہ مسلمانوں میں کسی مسلمان چو نکہ تہی دست تھے اور ان کے پاس رہنے کے لئے جگہ نہیں تھی، پیغیبر اسلام نے انصار سے فرمایا کہ مسلمانوں میں کسی ایک کے ساتھ مل کر حصول معاش کا کام





کریں۔ مکہ سے آنے والے ایک سوچھیاسی (۱۸۲) مسلمانوں نے مدینہ کے مسلمانوں یعنی انصار کے ساتھ ''عہد اخوت'' باندھااور ان لو گوں کے گھروں میں پناہ گزین ہو گئے۔

ترجمه:

"اور جولوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑے اللہ کی راہ میں اور جن لو گوں نے جبکہ دی اور مد دکی وہی ہیں تحقیق ایمان والے۔ ان کو ہخشش ہے اور روزی عزت کی "۔ سور ۃ الا نفال۔ آیت نمبر 74

یہودی قوم حضور سے ناخوش تھی۔ انہوں نے اس بات پر آمادگی ظاہر کی کہ بوقت ضرورت قریش کا ساتھ دیں گے۔ سید ناعلیہ الصلوۃ والسلام اپنے رفقاء کے ساتھ جب اہل مکہ کی دستر سسے دور ہو گئے تو قبیلہ قریش نے حضور کے خلاف معاثی حربہ استعال کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ قبیلہ قریش نے جزیرۃ العرب کے شال میں واقع تجارتی راستوں کو اپنی گرفت میں لے لیا اور مدینہ کو پچھ اسطرح اقتصادی محاصرے میں جکڑ دیا کہ ہر قسم کی اشیائے ضرورت مدینہ پنچنا بند ہو گئیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ کی معاشی نا کہ بندی سے بہت ملول خاطر تھے۔ انہیں احساس تھا کہ قریش نے ان کی دشمنی میں شہر کے سارے باشندوں کو بھو کار بنے کی سزادے رکھی ہے۔



تین سوتیره بمقابله ایک ہزار

دشمن کودشمن کے ہتھیار سے ہلاک کرنے کی جنگی حکمت عملی کے تحت مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ جس طرح قبیلہ قریش نے مدینہ کو معاشی محاصر سے میں لے رکھا ہے اسی طرح وہ بھی مکہ کے تجارتی قافلوں کو مدینہ کی حدود سے گزرنے کی اجازت نہ دیں۔ اس حکمت عملی پر عمل درآ مد میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ تھی کہ قریش نے اپنے تجارتی قافلوں کی گزر گاہوں پر آباد قبائل سے معاہدہ کررکھا تھا۔ جس کے عوض اہل مکہ انہیں"باج"اداکرتے تھے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام بدوی قبائل میں تشریف لے گئے اور مکہ والوں کی زیاد تیوں اور چیسرہ دستیوں سے بدوی قبیلوں کو آگاہ کر کے انہیں مسلمانوں کے ساتھ اتحاد کی دعوت دی۔ قبیلوں نے یہ پیشکش قبول کر لی اور اہل مکہ سے حاصل ہونے والی آ مدنی سے دستبر دار ہو گئے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے قبیلہ غفار، قبیلہ بنو ضمرہ، قبیلہ جبینیہ اور قبیلہ بنو مدلیج کے سر کر دہ افراد کواسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ بہت سارے لوگ مسلمان ہوئے اور کئی قبیلے مسلمانوں کے اتحادی بن گئے۔ان قبائل کی بستیاں ایسی جگہ پر تھیں جہاں سے قافلے گزرتے تھے۔ حضورعلیہ الصلوۃ والسلام کی غیر موجود گی میں ابن جبیر کی قیادت میں تیز رفتار او نٹوں پر سوار کچھ سواروں نے مدینہ پر حملہ کر دیا۔گھروں میں آگ لگا دی۔ مسلمانوں کامال واساب لوٹ کرلے گئے۔ انگوائزی کے بعدیتہ جلا کہ یہ قریش کی سازش تھی۔ قریش کی ریشہ دوانیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے حضورعلیہ الصلاۃ والسلام نے آٹھ مسلمانوں کو منتخب کیااور ان میں سے عبد اللہ بن حجش کو سربر اہ بنایا۔ جب عبد اللہ نخلہ پہنچے تور جب کامہینہ ختم ہونے میں ابھی ا یک دن باتی تھا۔رجب کا مہینہ اہل مکہ کے نزدیک حرمت والا مہینہ تھا۔ اسی دن ایک کارواں نے جو کشمش اور کھالیں لے کر طا نُف سے مکہ جارہا تھانخلہ کے مقام پریڑاؤ ڈالا۔عبد اللہ بن حجش نے کارواں کوروک لیا۔ اس قافلے میں قریش کے چار افراد شامل تھے۔ ان افراد میں سے ایک مارا گیا۔ دواسیر ہو گئے اور ایک بھاگ نگلنے میں کامیاب ہو گیااور مسلمانوں نے قافلے کاسارا مال اور مولیثی اپنے قبضے میں لے لئے۔ مکہ میں صدائے اعتراض بلند ہوئی اور مدینہ کے بت پرست یہودیوں نے بھی احتجاج کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف الزام تراثی کی مہم شروع کر دی کہ مسلمانوں نے رجب کے مہینے میں کارواں پر حملہ کر کے دیرینہ قوانین کی خلاف ورزی کی ہے۔عبداللہ بن حجش مال غنیمت لے کر آئے تو مسلمان بھی شبہ میں پڑ گئے۔ سیرنا حضور علیہ الصلاة والسلام بھی غمگین وملول ہوئے۔ آپ علیہ الصلاة والسلام نے حکم دیا کہ ساراسامان ایک جگہ جمع کر دیا جائے اور کوئی اسے ہاتھ نہ لگائے جب تک کوئی فیصلہ نہ ہو۔ اس موقع پر سور ۃ بقرہ کی آیات نازل ہوئیں۔

ترجمه:





" آپ سے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) حرمت والے مہینوں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اس ماہ میں لڑائی کرنا بڑا گناہ ہے مگر اللہ کی راہ رو کنااور خداسے کفر کرنااور مسجد الحرام میں داخلے پرپابندی لگانااور ان لو گوں کو جواس کے اہل ہیں وہاں سے نکال دینااللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے اور فتنہ انگیزی قتل سے بھی بڑا جرم ہے "۔

کچھ عرصہ بعد کفار مکہ کا ایک اور قافلہ مدینہ کی حدود سے گزر کر مکہ چنچنے والا تھا۔ قافلہ ابوسفیان کی قیادت میں دوہز ار او نٹوں پر پچپاس ہز ار مالیت کاسامان لے کر جار ہاتھا۔ مکہ میں یہ افواہ پھیل گئی کہ مسلمان قافلہ پر حملہ کرنے والے ہیں۔ کفار مکہ نے اس بات کو بنیاد بناکر نوسو پچپاس جنگجوم د،سات سواونٹ اور ایک سو گھوڑوں پر مشتمل فوج مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے بھیج دی۔

مسلمانوں کو جب اس کی اطلاع ملی تو تین سو تیرہ افراد ستر اونٹوں اور دو گھوڑوں پر مشتمل جماعت مقابلہ کے لئے تیار ہو گئی۔ ہجرت کے دوسرے سال ستر ہ رمضان کوبدر کے مقام پر دونوں افوج کاسامنا ہوا۔ اس جنگ میں مسلمان تعداد کے لحاظ سے قریش کے مقابلے میں صرف ایک تہائی تھے۔ لیکن اللہ تعالی نے ان کی مدد فرمائی اور فتح و نصرت عطاکی۔ قریش کی فوج کاسپاہ سالار ابو جہل اس جنگ میں ہلاک ہوا۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کی کامیانی کا تذکرہ قر آن نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

ترجمه:

"سوتم نے ان کو نہیں مارالیکن اللہ نے مارااور تو نے نہیں چینکی مٹھی خاک جس وقت چینکی تھی لیکن اللہ نے بچینکی، اور کیا چاہتا تھا ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان، تحقیق اللہ ہے سنتا جانتا"۔

(الانفال_١٤)

جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح کی خبر مکہ پہنچی تواہل مکہ نے ایک اور جنگ کے ذریعے مسلمانوں سے بدلہ لینے کا فیصلہ کرلیا۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور دیگر مسلمانوں سے جنگ وجدل کرنے والے گروہ کا سربراہ ابوسفیان تھا۔ جنگ بدر میں اس کا ایک بیٹا، سسر اور داماد مارے گئے تھے۔ جبکہ دوسر ابیٹا مسلمانوں کے پاس قید تھا۔ ابوسفیان نے قسم کھائی کہ مسلمانوں سے انتقام لئے بغیر چین سے نہیں بیٹھے گا اور نہ بی اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کرے گا۔ ابوسفیان کی بیوی نے بھی قسم کھائی کہ اگر اس کے بیٹے ،باپ اور بھائی کے قاتل اس کے ہاتھ لگ جائے تو وہ اس کا کلیجہ چبالے گی۔ اس نے یہ بھی اعلان کیا کہ اگر اس کے بیٹے باپ اور بھائی کے قاتل اس کے ہاتھ لگ جائے تو وہ اس کا کلیجہ چبالے گی۔ اس نے یہ بھی اعلان کیا کہ اگر اس کے بیٹے باپ اور بھائی کے قاتل کئی لوگ ہوئے تو وہ ان سب کے کان ، ناک اور زبان کاٹ کر ان کا ہار بنائے گی اور جس دن اسلام کوشکست ہوگی تو وہ یہ ہار گلے میں ڈال کر میدان جنگ میں ناچے گی۔





جنگ بدر کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی صاحبز ادی دنیاسے رخصت ہو گئیں۔ ابھی حضرت رقیہ گو فوت ہوئے تھوڑاہی عرصہ گزراتھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اور صدمہ بر داشت کرنا پڑا۔ ان کا پہلا نواسہ اور ان کی دوسری بیٹی حضرت زینب جھی اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ (اناللہ واناالیہ راجعون)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اہل مدینہ کے لئے ایک بنیادی آئین مرتب کیا تھا۔ جس کی ایک شق یہ تھی کہ مدینہ کے یہودی مسلمانوں کے خلاف ورزی کی اور ان کے پچھ شاعر مسلمانوں کے خلاف ورزی کی اور ان کے پچھ شاعر مدینہ سے نکل کرملہ پہنچ گئے تا کہ اہل ملہ کے جذبات کو مشتعل کریں اور انہیں مسلمانوں سے لڑنے پر اکسائیں۔ مدینہ کے یہودی شاعر ایسے وقت پر مکہ پہنچ جب وہاں مسلمانوں کے خلاف غضب وانقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ قریش کے سر داروں نے یہ اعلان کرواد یا تھا کہ مکہ کاکوئی شہری جنگ بدر کے مرنے والوں پر آنسو بہائے گاتوخواہ وہ مر دہویا عورت اسے شہر سے اور قبیلے سے اعلان کرواد یا تھا کہ مکہ کاکوئی شہری جنگ بدر کے مرنے والوں پر آنسو بہائے گاتوخواہ وہ مر دہویا عورت اسے شہر سے اور قبیلے سے نکال دیا جائے گا۔ جنگ بدر میں ابو جہل کی موت کے بعد مکہ میں تین افر اد پر مشتمل ایک شظیم قائم ہوئی۔ جس میں ایک ابی لہب، دو سر اابوسفیان اور تیسر اصفوان بن امیہ تھا۔ ان تینوں نے یہ عہد کیا کہ جب تک اسلام ختم نہیں ہو جائے گاہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔





جو کی چوری

ابی اہب نے حضور علیہ الصلاق والسلام پر قا تلانہ تملہ کرنے کے لئے ایک شخص کو منتخب کیا جس کا بیٹا جنگ بدر میں مسلمانوں کے پاس اسیر تھا۔ اس شخص کانام عمیر بن وجب تھا۔ ابی اہب نے اس شخص کے سفر کی اور گھر بلوا خر اجات پورے کرنے کی ذمہ داری جول کی۔ عمیر مدینہ وینجنے کے بعد حضور علیہ الصلاق والسلام اپنی روا (چادر) دھونے میں مصروف ہیں۔ یہ دکھے کر عمیر کے لئے کھلار کھتے تھے۔ عمیر نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلاق والسلام اپنی روا (چادر) دھونے میں مصروف ہیں۔ یہ دکھے کر عمیر بولا، ''یا چھی ابڑے تنجب کی بات ہے کہ آپ اپنی چادر دھورے ہیں جبکہ آپ پنیجبر ہونے کا دعوی کرتے ہیں''۔ یہ حضور علیہ الصلاق والسلام نے جواب دیا میرے پاس غلاموں اور کنیزوں کی فوج نہیں ہے میں اپنی کام خود اپنے ہاتھ سے کرتا ہوں اور تھے بھین دلاتا ہوں کہ اپنے پارٹے خود دھونے سے پنجبری میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پھر حضور علیہ الصلاق والسلام نے اس کے آنے کا مقصد دریافت فرمایا۔ جواب میں عمیر نے کہا کہ میں اپنے بیٹے گی رہائی کے لئے فدید دیے آیا ہوں۔ حضور علیہ الصلاق والسلام نے مقصد دریافت فرمایا۔ جواب میں عمیر نے کہا کہ میں اپنے بیٹے گی رہائی کے لئے فدید دیے آیا ہوں۔ حضور علیہ الصلاق والسلام نے واس کے نبیس آیا کہ فریہ اور انہیں آیا کہ فریہ اور کر سے تیدی کو چھڑ الے جائے بلکہ تو جھے قبل کرنے آیا ہوں۔ عمیر فرمایات جواب میں معلوم ہوا کہ ابی اور میں چھپا ہوا خبر زمین پر گر گیا۔ عمیر بولا، رب کی فتم ! میرے اور ان تین آد میوں کے سے اس خور نہیں معلوم ہوا کہ ابی لہب طاعوں میں مبتلا سے نبھیا آپ خدا کے سے دسول ہیں اور میں آپ پر ایمان لا تا ہوں۔ عمیر جب مکہ پنچے توانہیں معلوم ہوا کہ ابی لہب طاعوں میں مبتلا

ابی اہب کے بعد ابوسفیان نے مخالفین اسلام کی قیادت سنجال لی۔ اس کی بیوی نے جس کانام "ہندہ" تھااپنے شوہر سے زیادہ اسلام دشمنی کا مظاہرہ کیا۔ جنگ بدر کے شکست خوردہ مشر کین نے دس ہفتوں کے بعد مسلمانوں کی سرکوبی کے لئے ابوسفیان کی سرکردگی میں فوج تیار کی۔ ابوسفیان چارسوسیاہیوں کے ہمراہ ماہ حرام میں مکہ سے نکلااور مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابوسفیان نے مدینہ کے بزد یک کوہ نیب کے علاقے میں فوج کو تھر بے کا حکم دیا اور خود گنتی کے چندسیاہیوں کے ہمراہ مدینہ میں داخل ہو گیا۔ مکہ کہ یہ خرایش اور مدینہ کے میودیوں نے خفیہ طور پر یہ معاہدہ کر لیا تھا کہ مشرکین مکہ جب بھی مسلمانوں کے خلاف کوئی کارروائی کرناچاہیں تو یہودی ان کی مدد کریں گے۔ ابوسفیان یہودیوں کے سرکردہ شخص سلام بن میشام سے ملا اور اسے اپنے ارادے سے آگاہ کیا۔

لیکن میشام نے فی الوقت ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور تیاری کے لئے وقت مانگا۔





ابوسفیان جب اپنے ارادے میں ناکام ہواتواس نے مدینہ سے نگلتے وقت مسلمانوں کے گھروں کو آگ لگادی۔ دومسلمان مزاحمت کرتے ہوئے شہید ہوگئے اور وہ مسلمانوں کاسامان لوٹ کربھاگ نکلاسامان میں "جو"کی بوریاں بھی شامل تھیں۔ مذکورہ محلہ مدینہ کے شال میں واقع تھا اور محلہ عریق کے نام سے پہچانا جاتا تھا۔ مسلمانوں کو جب اس واقعہ کاعلم ہواتو وہ بھی ابوسفیان کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔ ابوسفیان اور اس کے سپاہی سامان چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ اسلامی تاریخ میں یہ واقعہ "غزوہ سویق"کے نام سے مشہور ہے۔ عربی زبان میں سویق جو کو کہتے ہیں۔





احدکے میدان میں

ایک طرف جب کہ مکہ کے رہنے والے اپنے آپ کو مسلمانوں کے خلاف ایک بڑی جنگ کے لئے تیار و آمادہ کر رہے تھے تو دوسری طرف مدینہ میں وہ لوگ جو اسلام کے دشمن تھے ہجو آمیز اشعار کی آڑ میں مسلمانوں کے مقابل نکل آئے تھے۔ ابوسفیان نے مکہ پہنچ کر فوج کی تنظیم نو کی اور ہجرت کے تیسرے سال شوال کے مہینے میں مدینہ کی طرف کوچ کیا۔

اس مرتبہ تین ہزار جنگجوسپاہی ابوسفیان کے زیر کمان تھے۔ جن میں سات سوسپاہی مکمل طور پر مسلح پوش تھے۔ صفوان اس فوج کا نائب سالار تھا۔ ابوسفیان کے ہمراہ مدینہ آنے والے دوسرے سر داروں میں ابوجہل کا بیٹا عکر مہ بھی شامل تھا۔ جس کے سینے میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کی آگ بھری ہوئی تھی۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ بھی مدینہ کی طرف عازم سفر ہوئی وہ اعلان کر چکی میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کی آگ بھری ہوئی وہ اعلان کر چکی سے مسلمانوں کے خلاف نفرت کی آگ بھری کو کا مان اور ہاتھ کاٹ کر ان کا ہار اپنے گلے میں ڈالے گی۔ سیدنا حضور علیہ الصلاق و السلام نے اپنے ساتھیوں کے مشورے سے مدینہ سے باہر نکل کر کفار مکہ کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا اور احد کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ منافقین نے ساتھیوں کے مشورے سے مدینہ سے باہر نکل کر کفار مکہ کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا اور احد کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ منافقین نے شریک ہونے سے انکار کر دیا۔ عبد اللہ بن ابی ان کا سر دار تھا۔

سورة آل عمران میں اللہ تعالیٰ کاار شادہے۔

ترجمه:

"اور تا کہ اللہ انہیں بھی جان لے جنہوں نے منافقت کی،اور ان سے کہا گیا کہ آؤاللہ کی راہ میں لڑائی کرویاد فاع کروتوانہوں نے کہا کہ اگر ہم لڑائی جانتے تو یقیناً تمہاری پیروی کرتے یہ لوگ ایمان کی بہ نسبت آج کفر کے زیادہ قریب ہیں۔ منہ سے الیی بات کہتے ہیں جو دل میں نہیں ہے۔اور یہ جو کچھ چھیاتے ہیں اللہ اسے جانتا ہے "۔

میدان جنگ میں لشکر کی ترتیب و تنظیم قائم کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف مقامات پر دستے متعین فرمائے اور ہدایت کی کہ کسی بھی صورت میں اپنی جگہ نہ چھوڑیں۔

جنگ احد میں بڑے نامی گرامی کفار ہلاک ہوئے۔ ان کی صفیں در ہم برہم ہو گئیں۔ جوش اور غیرت کے لئے دف بجابجا کر اشعار سنانے والی قریثی عورتیں کفار کی پسپائی دیکھ کر بھاگنے پر مجبور ہو گئیں۔ قریش مکہ کا حجنڈ اجب زمین پر گر گیا اور دوسر اکوئی کا فر اسے نہ اٹھاسکا تو فوج کے حوصلے پست ہو گئے اور فوج اپنے سپاہیوں کی لاشیں چھوڑ کر پسپاہو گئی۔





متعین جگہ پہاڑی پر موجود مسلمانوں نے اپنی جگہ چھوڑی اور مال غنیمت سمیٹنے گئے۔ مسلمان حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ہدایت کے بر خلاف میدان میں کود پڑے۔ نو خالد بن ولید نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور اسلامی لشکر کی پشت پر جا پہنچے۔ پہاڑی موجود چند مسلمان جنہوں نے جگہ نہ چھوڑی تھی مشر کین کا مقابلہ نہیں کر سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی ہدایت کے خلاف اس عمل سے مشر کین نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ کافر فوج کا جھنڈا ایک عورت نے اٹھا کر ہوا میں بلند کر دیا۔ مشر کین کی پیپا فوج واپس پلٹ آئی اور مال غنیمت سمیٹنے ہوئے مسلمان چارول طرف سے ان کے نرفے میں آگئے۔ مسلمانوں مشرکین کی پیپا فوج واپس پلٹ آئی اور مال غنیمت سمیٹنے ہوئے مسلمان چارول طرف سے ان کے نرفے میں آگئے۔ مسلمانوں میں ابتر کی پھیل گئی۔ کسی نے اعلان کر دیا کہ می شہید ہوگئے ہیں۔ لشکر آپس میں گلہ ٹھ ہوگے۔ مسلمانوں کے ہاتھوں بعض مسلمان جبہید ہوگئے۔ افرا تقری کے عالم میں مسلمان جب منتشر ہونے گئے قوسیدناعلیہ الصلوۃ والسلام نے پکار کر بلند آواز سے کہا شہید ہوگئے۔ اس وقت حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے قریب نو (۹) صحابہ کراٹم موجود تھے۔ کفار نے بھر پور حملہ کیا اور اس معرکہ آرائی میں سات صحابی شہید ہوگئے۔ مشرکی ن چاہتے سے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی جانب پھر بھوگئے۔ مشرکین چاہتے تھے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی جانب پھر بھوگئے۔ مشرکین چاہتے تھے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی جانب پھر بھوگئے۔ آپ کا نچلا ہونٹ زخمی کر دی ایک موجود سے میں جانب پھر کے جانب پھر بھوگئے۔ آپ کا نچلا ہونٹ زخمی کو دکڑیاں چرے کے اندر دھنس میں اور آگھے کے نیچ گارت کی ایک عرصہ تک کندھے میں چوٹ کا اگر میں موجود کی دوکڑیاں چرے کے اندر دھنس میں اور آگھے کے نیچ کا ایک عرصہ تک کندھے میں چوٹ کا اگر می موجود کی دوکڑیاں چرے کے اندر دھنس میں اور آگھے کے نیچ

اس موقع پر جانثاری کی اعلیٰ ترین مثالیں سامنے آئیں۔ جس وقت سید ناعلیہ الصلوۃ والسلام چوٹ کھاکر زمین پر گرے حضرت طلحہ ّ آپ پر بچھ گئے اور کفار مکہ کے بیشتر حملے انہوں نے اپنے جسم پر روک لئے۔ حضرت ابو د جانہؓ دستمنوں میں گھرے ہوئے اپنے محبوب پیغیمر منگ پہنچے تو آپ کے آگے ڈھال بن کر کھڑے ہو گئے اور تیروں کی برسات روکنے کے لئے اپنی پیٹھ کوڈھال بنادیا۔

اس نازک ترین لمحہ اور مشکل ترین وقت میں اللہ نے غیب سے مدد نازل فرمائی۔ سید ناعلیہ الصلوۃ والسلام کے حفاظتی دستہ میں شامل حضرت سعد گابیان ہے کہ احد کے روز اس لمحہ انہوں نے دوسفید پوش آد میوں کو دیکھا جو مشرکیین کے تابر توڑ حملوں سے سید ناعلیہ الصلوۃ والسلام کی شہادت کی افواہ پھیلا کر مسلمانوں میں سید ناعلیہ الصلوۃ والسلام کی شہادت کی افواہ پھیلا کر مسلمانوں میں بد دلی پھیلا دی تھی۔ حضرت انس سی نفر نے جھے۔ کافر فوج نے سید ناعلیہ الصلوۃ والسلام کی شہادت کی افواہ پھیلا کر مسلمانوں میں بد دلی پھیلا دی تھی۔ حضرت انس سی چھا حضرت انس بن نفر نے دیکھا کہ چند مسلمان ہتھیار بھینک کر حوصلہ ہارے بیٹھے ہیں۔ ان سے پوچھا کہ تم لوگ لڑتے کیوں نہیں؟ لوگوں نے جواب دیا۔ اب ہم لڑکر کیا کریں گے ؟ جس کے لئے لڑتے تھے وہ توشہید ہوگئے۔ حضرت انس بن نفر نے خطاب کیا،" اگر واقعی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو پھر ان کے بعد ہم





زندہ رہ کر کیا کریں گے، چلوشہادت کے راستے پر قدم بڑھاؤ کہ ہم بھی آپ سے جاملیں"۔ بیہ کہہ کر دشمنان اسلام کی فوج میں گھس گئے اور داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ شہید ہونے کے بعد دیکھا گیا تو جسم پر اسی (۸۰)سے زیادہ زخم تھے۔ تیر، تلوار اور نیزے کے اتنے وار ان پر کیے گئے تھے کہ کوئی ان کی لاش نہ پہچپان سکا۔ ان کی بہن نے انگلیاں دیکھ کر شہید بھائی کو پہچپانا۔

قریش کے غلاموں میں ایک سیاہ فام غلام بھی تھا جم کانام''وحثی'' تھا۔ اس نے لائے میں حضرت حزہ وُلو تھونڈ لیا اور ان کی تاک میں بیٹھ گیا۔ حضرت حزہ وُلی بیٹھ اس کی طرف جونگ کو ان کاسامنا کرنے کی جر اُت نہیں ہوئی۔ وحثی نے جب دیکھا کہ حضرت حزہ وُلی بیٹھ اس کی طرف جینکا کہ نیزے کی نوک سینے کے پار ہو کئی اور حضرت حزہ وُلی کی برواز کر گئی۔ جب ہندہ نے یہ سنا کہ حزہ و حشی کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں تواس نے اس کی طرف ہونگا کہ نیزے کی نوک سینے کے پار ہو کئی اور حضرت حزہ وُلی کو آزاد کر دیا بلکہ مید ان جنگ میں کھڑے کھڑے اسپنے کنگن اور ہار اُتار کر اسے بخش دیئے۔ اور ایک تیز دھار چا تو سے حضرت حزہ وُلی ہونے کہ مید ان جنگ میں کھڑے کھڑے اس نے کنگن اور ہار اُتار کر اسے بخش دیئے۔ اور ایک تیز دھار چا تو سے حضرت حزہ وُلی ہیں کو کہ تیز کا کر کے جگر کال کر چانا شروع کر دیا۔ پھر اس نے ان کے ناک اور کان کائے۔ ہندہ جگر خور نے اس پر اکتا نہیں کیا بلکہ قریب پڑی ہوئی مسلمانوں کی لاشوں کے کان اور ناک کاٹ کر ڈوری میں پر و کر ہار بنایا اور گلے میں ڈال کر وحشاندر تھی کیا۔ ہندہ کی ایک اور عورت''سلافہ بن سعد اس مسلمان شہید کا سرکاٹ کر کے اس بیا نے بیل ہوئی ہیں اس کے بیٹے کو قتل کیا تھا۔ بہت مکروہ تی میں اس نے کہا بن سعد اس مسلمان شہید کا سرکاٹ کر کے اس بیا نے بیل ہوئی ہیں اور ناک گئی میں حاضر ہوا اور اس نے اقرار کیا کہ جو کہ میں ان کی نظروں کے ان اور ناک بھی کئے ہوئے ہیں تو آپ بے انہا تمگین ہوئے۔ کہا وحشرت میں حاضر ہوا اور اس نے اقرار کیا کہ وہ حضرت کر وگا تا تل ہو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کو معاف کر دیا۔ آپ نے صرف اتنا کہا کہ وہ کبھی ان کی نظروں کے سامنے نہیں آیا۔ لیکن اس نے حضرت حزہ وہ کا خون بہا ادا کرنے کے لئے مسلیر کذاب سیت حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کو معنون کو موت کے گھاٹ آتار دیا۔

جنگ اُحد میں مسلمانوں کو پہنچنے والے نقصان کے باعث یہودیوں نے پر وپیگنٹرہ نثر وع کر دیا۔ یہودیوں نے لو گوں سے کہاا گر محمہ " اللّہ کے رسول ہوتے توانہیں شکست نہ ہوتی۔اس موقع پر سورۃ آل عمران کی بیہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمه ومفهوم:





'گافروں کا مقابلہ کرنانبیوں کا قدیم دستورہے۔اس سے پہلے بھی نبیوں پر تکالیف گزری ہیں۔لیکن وہ یاس ونا اُمیدی کا شکار نہیں ہوئے بلکہ وہ استقامت اور پائیداری کی وجہ سے کامیاب ہوئے اور اللہ صاحب استقامت لوگوں کو دوست رکھتاہے''۔





مسلم قیر بول کی نیلامی

جماعت قریش نے ہر طرف بیہ منادی کرائی کہ مسلمانوں کو زندہ پکڑلانے پر انعام دیاجائے گا۔ایک مسلمان قیدی کے لئے اتنا زیادہ انعام مقرر کیا گیا کہ مشر کین مسلمانوں کی کھوج میں لگ گئے۔

تیں (۴۳) افراد پر مشتمل ایک جماعت تبلیغ دین کے لئے جاتے ہوئے ان لوگوں کے نرخے میں آگئی۔اغوا کرنے والوں نے مسلمانوں کو زندہ پکڑنا چاہا لیکن دوبد و جنگ ہوئی۔ ۴۳ افراد میں سے تین افراد زندہ بلکے۔بدوی لٹیرے ان تینوں کو گرفتار کرکے مکہ لے جانے گئے توان میں سے ایک کسی طرح ہماگ نگلنے میں کامیاب ہو گیا۔ صحر انی لٹیروں نے اس کا تعاقب کیا اور دوبارہ پکڑنا چاہا لیکن جب زندہ پکڑنے میں ناکام ہو گئے توان سفاک ظالموں نے ان کو نکڑے نکڑے کرکے صحر امیں چھینک دیا۔ یہ لٹیرے باقی دو مسلمانوں کو باندھ کر مکہ لے آئے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے دیکھا کہ مکہ سے سارے اشر اف ان دونوں کو حاصل کرنے باقی دو مسلمانوں کو باندھ کر مکہ لے آئے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے دیکھا کہ مکہ سے سارے اشر اف ان دونوں کو حاصل کرنے کے لئے اسے بیقرار ہیں کہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ صحر ائی لٹیروں نے جب یہ صور تحال دیکھی تو انعام لینے کے بجائے دونوں مسلمانوں کو نیلام کرنے کا فیصلہ کر لیا تا کہ زیادہ سے زیادہ رقم مل جائے۔ سب سے زیادہ بولی لگانے والا شخص صفون بن امیہ تھا۔ جو ابو سفیان کے بعد مکہ کاسب سے بڑا سر دار مانا جا تا تھا۔ اس نے ایک مسلمان حضر سے عمر بن ثابت پھوٹر بدلیا۔

جبکہ دوسرے مسلمان کو مکہ کے ایک اور سرکر دہ شخص نے بھاری قیمت دے کر خرید لیا۔ اہل مکہ نے جب یہ دیکھا کہ دومالدار
لوگ دو مسلمانوں کو خرید کر اپنے طور قتل کر کے انتقام کی آگ بجھانا چاہتے ہیں تو انہوں نے احتجاج کیا کہ ہم نے بھی مسلمانوں کو کہ باتھوں اذبیت اٹھائی ہے۔ بدر واُصد میں ہمارے عزیز وا قرباء بھی قتل ہوئے ہیں۔ ہمارا بھی حق بنتا ہے کہ ان دو مسلمانوں کو مرتے اور ترکیتے دیکھیں۔ تبحیز بیش کی گئی کہ ان دونوں کو مکہ کے بڑے میدان میں قتل کیا جائے۔ صفوان بن اُمیہ نے کہا کہ میں نے اس مسلمان کے لئے بھاری رقم اوا کی ہے۔ لہذا مرنے کے بعد اس کے سرکی بول لگاؤں گا تا کہ جو بھی چاہے اس کے سرکو مشرک نے اس مسلمان کے لئے استعمال کرے۔ جس شخص نے سب سے زیادہ قیمت لگائی تھی جب وہ تن سر سے جد اس کرنے کے لئے استعمال کرے۔ جس شخص نے سب سے زیادہ قیمت لگائی تھی جب وہ تن سر سے جد اس کرنے کے لئے جنازے کے پاس پہنچا تو اس نے دیکھا کہ حضرت عمیر شہید کے جسم پر سنہرے دیگ کی بے شار بھڑیں جمج ہیں اور کرنے کے لئے جائوں کی ہوڑوں کی فوج ہزاروں کی تعداد میں دوسری بھڑیں جنازے کے اردگر د منڈ لار بی ہیں۔ حضرت عمیر گاسر خرید نے والا سنہری بھڑوں کی فوج جمار کو کیو کرخو فزدہ ہو گیا اس نے دیکھ کر می کرخو فزدہ ہو گیا اس نے اپنے دل میں کہا کہ رات کو یہ بھڑیں چلی جائیں گی تو سرکا کے کرلے جاؤں گا۔ لیکن غروب آفتا ب





اس وقت کے سنگدل اہل مکہ دوسرے مسلمان کوشہر سے باہر لے گئے اور اسے مصلوب کر دیا۔

س ۶۲۵ء جون کے مہینے (۳ صجری) میں چالیس افراد پر مشتمل مسلمانوں کا ایک دستہ مدینہ سے تبلیغ دین کے لئے روانہ ہو ااور "

معونہ "نامی کنویں کے پاس کفارنے ان پر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے آخری دم تک مز احمت کی اور سب کے سب شہیر ہو گئے۔





منافق

قریش مکہ نے مدینہ پر سیای تسلط قائم کرنے کے لئے یہود یوں کے ساتھ جنگی معاہدہ کیا اور بنی فزارہ کو اور بنی غطفان قبیلوں کو بھی اپنا اتحادی بنالیا۔ طب یہ پایا کہ اس سال مجبوروں کی ساری فصل قبیلہ غطفان اور بنی فزارہ کو دے دی جائے اور اس کے بدلے میں وہ لوگ حضور علیہ الصلاق والسلام کے خلاف قریش کہ اور یہود یوں کی مدد کریں گے۔ مدینہ کے مشرق میں قبیلہ بنو سلیم آباد تھا۔ قریش نے اس قبیلہ کو بھی اپنے ساتھ ملالیا اور اس کے علاوہ دواور قبیلے جن کانام کنان اور ثاقف تھا قریش کے اتحادی بن گئے اور یوں ان کے بزعم خود مدینہ پر قریش کاسیای تسلط قائم ہو گیا اور بہت جلد سے ساتی محاصرہ ایک مکمل اقتصادی پابندی میں تبدیل ہو گیا۔ اس صور تحال میں مدینہ کے تجارتی قافلی جنوب اور مشرق کی طرف نہیں جاسکتے تھے۔ شام کی سرحد کے نزدیک اب گیا۔ اس صور تحال میں مدینہ کے تجارتی قافلی گزر کتے تھے اور وہاں کے تھر ان نے بھی مسلمان قافلوں پر پابندی لگا دی۔ مدینہ کی ساتی اور اقتصادی نا کہ جس سے تجارتی قافلی گزر کتے تھے اور وہاں کے تھر ان نے بھی مسلمان قافلوں پر پابندی لگا کی سیاسی اور اقتصادی نا کہ بندی کہ ملک ہونے کے بعد اتحادیوں اور جملہ منافقوں کے سربراہ عبد اللہ بن ابی نے پیغیر اسلام اور عام ملمانوں کے خلاف ایک بندی کا مضوبہ بنایا کہ محم صلی اللہ علیہ و سلم کو مدینے سے باہر بلایا جائے اور جب محم صلی اللہ علیہ و سلم کو مدینے سے باہر بلایا جائے اور جب محم صلی اللہ علیہ و سلم مدینہ میں نہ ہوں تو اچانک حملہ کر کے مسلمانوں کے خلاف ایک حملہ کر کے مسلمانوں کے قبیلہ بنو مصطلق کے ساتھ طلم کر دیں۔ اس مقصد کو پوراکر نے کے لئے قبیلہ بنو مصطلق کے ساتھ طلم کر دیں۔ اس مقصد کو پوراکر نے کے لئے قبیلہ بنو مصطلق کے ساتھ

سید ناعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب پہتہ چلا کہ بنو مصطلق کا قبیلہ مسلمانوں پر جملہ کر ناچاہتا ہے تو جو ابی کاروائی کا فیصلہ صادر کر دیا۔ ادھر منافقوں کا سربراہ عبداللہ بن ابی مسلمانوں کے قتل کی تدبیر کر رہا تھا۔ ادھر اس سازش کو ناکام بنانے کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک گروہ کی قیادت اس کے سپر دکی اور اپنے ہمراہ محاذ جنگ پر لے گئے۔ اس طرح منافقوں کی جماعت مدینہ میں سربراہ کے بغیر رہ گئی۔ اس حکمت عملی کا یہ نتیجہ نکلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غیر موجودگی میں مدینہ پر حملہ کا منصوبہ ناکام ہو گیا۔ اس سفر میں کل تیس افراد موت ہے گھاٹ اُتر گئے اور بیس انصار تھے۔ جبکہ بنو مصطلق کا لشکر دوسوسیاہیوں پر مشتمل تھا۔ قبیلہ بنو مصطلق کے دس افراد موت کے گھاٹ اُتر گئے اور پورا قبیلہ اسیر ہو گیا۔ اس جنگ میں ایک مسلمان شہید ہوا۔





خندق والي جنگ

دومتہ الجندل کے عکر ان نے شام اور بین النہ بن کو جانے والے مدینہ کے کار وانوں پر پابندی عائد کر کے اہل مدینہ کا اقتصادی گلا عکر کر کھا تھا۔ حضور علیہ الصلاق والسلام ایک ہزار افراد کے ساتھ دومتہ الجندل کی جانب روانہ ہوئے۔ راہتے میں قبیلہ غطفان کے سربراہ سے ملا قات کی تاکہ جنگ کی صورت میں اسے غیر جانبدار رہنے کی ترغیب دے سکیں۔ رئیس نے کہا کہ وہ قریش مکہ اور خبر کے یہود یوں کا اتحادی ہے۔ معاہدہ کے تحت وہ مدینہ پر ہونے والے متوقع تھلہ میں اپنے سپاہیوں کے ساتھ ان کی مدد کر سے خبر کے یہود یوں کا اتحادی ہے۔ معاہدہ کے تحت وہ مدینہ پر ہونے والے متوقع تھلہ میں اپنے سپاہیوں کے ساتھ ان کی مدد کر سے گا۔ حضور علیہ الصلاق والسلام نے انکوائری کروائی اور جب معلوم ہوا کہ یہ اطلاع درست ہے تو آپ مدینہ والہیں تشریف لیے آئے۔ جنگی سازوسامان سے لیس قریش کی فوج دس ہزار تھی۔ معزز صحابی سلمان فار کی ٹے بتایا کہ عجم میں قلعے یا شہر کا دفاع کرنے جنگی سازوسامان سے لیس قریش کی فوج دس ہزار تھی۔ معزز صحابی سلمان فار چوڑائی آئی ہوتی ہے کہ دشمن کی پیادہ یا سوال والے اس کے گردونواح میں خندتی کھود نے کی اجازت مرحمت فرمائی اور حکم دیا کہ مدینہ کے مضافات میں تھیلے ہوئے گھیت اور باغات کی ساری پیداوار مدینہ کے گوداموں میں ذخیرہ کر دی جائے۔ میند کی تحدید کے تمام مسلمان مروف ہو کور تیں حتی کہ جواں سال لڑکے اور لڑکیاں اور جو بھی بیلچ اور کدال اُٹھانے کے قابل تھے خندتی کھود نے میں مصروف ہو گئے۔ چھ کلو میٹر لمبی خندتی کھود نے میں مصروف ہو حضور علیہ الصلاق والسلام نے بھی دن رات کام کیا اور دوسروں کا ہاتھ بٹایا۔ کبھی کدال چلاتے اور کبھی می ڈوروں میں خندتی کھود نے میں مصروف ہو جائے۔ مسلمان دس دس کی ٹولیوں میں خندتی کھود رہے تھے۔ جب دس افراد اپنا مقررہ کام قبل از وقت پوراکر لیتے تور ضاکارانہ جائے۔ مسلمان دس دس کی ٹولیوں میں خندتی کھود رہے تھے۔ جب دس افراد اپنا مقررہ کام قبل از وقت پوراکر لیتے تور ضاکارانہ جو میں جو جاتے تھے۔

خداو حدہ لا شریک کی منکر دس ہزار جنگجو سپاہیوں پر مشتمل مکہ کی فوج مدینہ پنچی تو موسم بدل رہاتھا۔ سپاہیوں کو خیموں میں سر دی لگ رہی تھی۔ مسلمان بھی جو خند ق کے مختلف مقامات پر نگہبانی کے فرائض انجام دے رہے تھے سر دی کی وجہ سے تکلیف میں تھے۔ ابوسفیان خند ق سے گزر نے اور مدینے پر حملہ کرنے میں جب ناکام رہاتواس نے یہو دیوں سے رابطہ قائم کر لیا۔ مسلمانوں کو جب پیۃ چلا کہ بنو قریظہ اور قریش مکہ کے در میان جنگی معاہدہ ہونے والا ہے تو انہیں تثویش ہوئی۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے عرض کیا، یارسول اللہ اہم خطرے میں ہیں۔ اگر بنو قریظہ پشت سے اور قریش سامنے سے حملہ کر دیں تو ہمیں بہت نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ ہو سکتا ہے ہم فتح حاصل نہ کر سکیس۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے انتہائی سکون اور یقین سے فرمایا۔ "مشرکوں کو یہودیوں کی کمک پر بھر وسہ ہے جبکہ میں اللہ کی مد دیر یقین رکھا ہوں۔ یقین رکھو! اللہ ہمیں بے یارو مد دگار نہیں چھوڑے گا"۔





حالات کچھ ایسے بنے کہ بنو قریظہ اور قریش کے در میان بد گمانی اور عدم اعتماد کی فضا پیدا ہو گئی اور مسلمانوں کے خلاف متحد نہیں ہو سکے۔

خندق کے پار، جب دس ہزار فوج کو پڑے ہوئے دوہفتے گزر گئے توغذااور مویشیوں کی خوراک کامسکلہ کھڑا ہو گیا۔ فوج کاسپہ سالار پریشان تھا کہ اگر خوراک کا انتظام نہ ہو اتو بغاوت ہو جائے گی اور سپاہی آپس میں لڑ مریں گے۔ ابھی مسکلہ کا کوئی حل سامنے نہیں آپس میں لڑ مریں گے۔ ابھی مسکلہ کا کوئی حل سامنے نہیں آیا تھا کہ رات کو اتنی تیز آند ھی آئی کہ خیمے اُکھڑ گئے۔ خیمے ہوا میں غباروں کی طرح اُڑنے لگے۔ آگ بجھ گئی توشدید سر دی ہو گئ اور دیکھتے ہی دیکھتے ہو ایوسفیان پر ایساخوف طاری ہوا کہ اس نے کوچ کرنے کا تھا موسلا دھار بارش برسنے لگی۔ اتنی زیادہ بارش ہوئی کہ جب وہ اونٹ پر بیٹھا تو اسے اتنا ہوش نہیں تھا کہ اونٹ بندھا ہوا ہے۔ وہ اونٹ کو کو بھگانے کے لئے بے در بے تازیانے مار رہا تھا۔ مشرکوں کی فوج مدینے کا محاصرہ چھوڑ کر اُلٹے پاؤں بندھا ہوا ہے۔ وہ اونٹ کو کو بھگانے کے لئے بے در بے تازیانے مار رہا تھا۔ مشرکوں کی فوج مدینے کا محاصرہ چھوڑ کر اُلٹے پاؤں گئے۔

اگرچه جنگ ختم ہو چکی تھی۔ دشمنان اسلام کی فوج جاچکی تھی۔ لیکن مدینہ کاا قتصادی اور معاشی محاصرہ جاری تھا۔





حدیثیہ

ایک رات سیرناعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب دیکھا کہ آپ صحابہ کرامؓ کے ہمراہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے ہیں اور عمرہ اداکیا ہے۔ حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب تمام مسلمانوں کے ساتھ مکہ جانے کاعزم کیا توصحابہ نے پوچھا۔ کیا آپ کاارادہ ہے کہ مکہ پر حملہ کر دیا جائے۔ سیرناعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا۔ نہیں ہم صرف عمرہ اداکرنے کے لئے مکہ جارہے ہیں۔ ہجرت کے چھے سال حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دو ہزار (۲۰۰۰) ساتھیوں کے ہمراہ مکہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ اس بار مسلمانوں کے تقال موہ فیصلہ کرنے سے قاصر تھے۔ اگر قافلے میں کئی سواونٹ بھی شامل تھے۔ سر داران قریش کے لئے یہ وقت بہت سخت تھا۔ وہ فیصلہ کرنے سے قاصر تھے۔ اگر اجازت دے دی جائے کہ مسلمان کئی سواونٹوں کے ہمراہ شہر میں داخل ہو جائیں تو یہ اندیشہ تھا کہ وہ مکہ پر قبضہ کرلیں گے۔ اگر دوہزار مسلمان مکہ میں داخل ہو جائیں تو یہ اندیشہ تھا کہ وہ مکہ پر قبضہ کرلیں گے۔ اگر دوہزار مسلمان مکہ میں داخل ہو جائیں تو اس بات کی کیا ضانت ہے کہ جب وہ وہاں سے نگلیں گے تو دوہزار سے زیادہ نہیں ہوں گے۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کے خدشات اور اندیشوں کو دور کرنے کے لئے ایک ایکی بھیجاجو قریش مکہ کو بتائے کہ مسلمان کو اُن کی سے نہیں ہے اگر مسلمان جنگ کے لئے نہیں آئے۔ ان کا مقصد صرف کعبہ کی زیارت کرنا ہے۔ ان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے ، اگر مسلمان جنگ کے لئے آتے تو ہتھیار پہن کر آتے۔ لیکن سیدناعلیہ الصلوۃ والسلام کا ایکی مکہ نہ پہنچ سکا۔ دوسوسواروں کا دستہ جس کی قیادت عکر مہ ابن ابوجہل کر رہا تھا، راستہ میں مزاحم ہوا اور مسلمانوں کو پکڑ لیا۔ ان کے جتنے اونٹ تھے۔ ان کی ٹائلیں کاٹ دیں۔ ایکی اور اس کے ساتھی اونٹوں سے ہاتھ دھو بیٹھنے کے بعدریگتان میں بھٹک گئے۔ قریب تھا کہ وہ ہلاک ہو جائیں خدائی مددسے مسلمانوں کو تافیلے تک چنینے میں کامیاب ہو گئے۔

" ذوالحلیفہ" کے مقام پر مسلمانوں نے قربانی کے اونٹوں پر نشان لگانے کی رسم اداکی۔ مسلمانوں نے اسی مقام پر عمرہ کے لئے احرام باند سے اور مکہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ہر قسم کے گلراؤسے بچنے کے لئے ذوالحلیفہ کا پہاڑی علاقہ اختیار کیا اور مکہ کی جانب اپناسفر جاری رکھا۔ پھر ذوالحلیفہ کی سر زمین سے گزرنے کے بعد وہ لوگ ایک انتہائی تنگ اور دشوار گزار پہاڑی علاقے میں داخل ہوئے جہاں سے او نٹوں کا گزرنامشکل اور خطرناک تھا۔ اس پہاڑی علاقے میں مسلمانوں کو سورج کی حدت اور پیاس کی شدت کی وجہ سے بہت تکلیف ہوئی۔ لیکن انہوں نے کسی نہ کسی طرح راستہ طے کر لیا۔ اور ایسے علاقے میں داخل ہوگئے جو"حد یہیہ "کے نام سے مشہور تھا۔ حد یہیہ مکہ سے گیارہ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں سے مکہ شہر پوری طرح راستہ میں سے مکہ شہر پوری طرح





نظر آتا ہے۔ مکہ کے رہنے والے لوگوں کی آئکھیں بھیگ گئیں۔ان کے سینے میں دل تڑپ اُٹھا کہ تھوڑی دیر بعد وطن کی مٹی کی سوندھی خوشبوسے جسم و جان معطر ہو جائیں گے۔

لیکن ٹھیک ایسے لمحات میں جبکہ مسلمان احترام کے جذبے اور والہانہ عشق سے مکہ پہنچنے کی تمناکر رہے تھے پیغیبر اسلام کا اونٹ جس کا نام ثعلب تھا چلتے چلتے رکا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ سید ناعلیہ الصلاۃ والسلام نے اونٹ کو اُٹھانا چاہاوہ اٹھ گیالیکن اُٹھنے کے بعد دو قدم پیچھے ہٹا اور دوبارہ زمین پر بیٹھ گیا۔ سید ناعلیہ الصلاۃ والسلام اونٹ سے اتر آئے اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا خدا کی مرضی یہی ہے کہ ہم لوگ اس جگہ قیام کریں۔ رسول اللہ گایہ ارشاد مُن کر سارے مسلمان اونٹوں سے اتر آئے۔ لیکن وہ بہت عملی فرقتہ تھے۔ انہیں تو قع نہ تھی کہ مکہ کی حدود میں داخل ہو کر، مکہ سے باہر تھہر ناپڑے گا۔ یہ جگہ حدیدیہ کے علاقے میں تھی۔ موسم بہار میں پانی یہاں وافر مقد ار میں ہو تا تھا۔ لیکن اس وقت وہاں پانی نہیں تھا۔

مسلمانوں نے اللہ کے محبوب دوست پیغیبر اسلام رسول اللہ اسے عرض کیا، یار سول اللہ اجہارے ساتھ کی سواونٹ ہیں اور ہم تقریباً دوہز ار افراد ہیں۔ یہاں پانی نہیں ہے۔ ایسے خشک علاقے میں کیسے رہیں گے؟ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں ہماری گزارش ہے کہ ہم آگے بڑھیں اور الیی جگہ پہنچ جائیں جہاں پانی میسر ہو۔

رسول الله "نے دعاکے لئے دونوں ہاتھ آسان کی طرف اُٹھائے اور بارگاہ البی میں عرض کی، "اے خالق ومالک الله! اگر توپانی مہیا نہ کرے تومسلمان بے اختیار حرم میں داخل ہو جائیں گے "۔ آپ نے وہاں موجو دمتر وک اور خشک کنویں میں اپنے تیرکش میں سے ایک تیرگاڑنے ہی کنویں میں نویں میں سے پانی کا چشمہ ابل پرا۔

محمد الرسول الله گی آمد کی خبر سن کر قریش کے لوگ اس البحن میں کھنس گئے کہ اگر ہم مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے سے روکتے ہیں، جزیرۃ العرب کے لوگ مخالف ہو جائیں گے۔ عرب قبائل میہ سبحصیں گے کہ ہم خانہ کعبہ کے مالک بن بیٹے ہیں اور جج و عمرہ اور زیارت کعبہ اب قریش کی مرضی سے ہو گا اور محمد کے بڑے قافلے کو مکہ میں آنے دیتے ہیں تو سارے عرب میں سبکی ہو گی کہ محمد مہم پرغالب آگئے۔

اس مخدوش صورت حال سے نمٹنے کے لئے انہوں نے عروہ بن مسعود ثقفی کو سفیر مقرر کیا تا کہ وہ حدیبیہ جاکر محمد سے مذاکرات کرے۔ عروہ بن مسعود نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے ملاقات کی اور ان سے پوچھا کہ تم لوگ کس مقصد سے آئے ہو؟ سیدنا علیہ الصلوۃ والسلام نے جواب دیا کہ ہم خانہ کعبہ کی زیارت کرنے آئے ہیں۔ لڑنے اور جھگڑا کرنے نہیں آئے۔ عروہ بن مسعود کو قربانی کے اونٹ دکھائے جن پر قربانی کے نشان لگے ہوئے تھے۔ گفتگو کے دوران عروہ نے بڑی بد تمیزی سے سیدناعلیہ الصلاۃ و السلام کے چہرہ اقد س کو ہاتھ میں چھبوئی اور بولے ،





گتاخی نه کرادب سے بات کر۔ حضرت ابو بکر صدیق ٹنے عروہ سے کہا، اے عروہ!اگر تواپلی نه ہو تا تواس گتاخی کی سزامیں ہم تجھے موت کی نیند سلادیتے۔

عروہ بن مسعود جب قریش کے پاس پہنچاتواس نے قریش کے بزر گوں سے کہا:

"میں نے روم کا دربار، حبشہ کے بادشاہ نجاشی کا دربار دیکھا ہے۔ لیکن جو وفاداری اور جاں شاری مسلمانوں کے دلوں میں محمد کے لئے ہے وہ مجھے قیصر اور نجاشی کے لئے نظر نہیں آئی"۔

عروہ بن مسعود کے بعد ایک اور شخص قریش کے سفیر کی حیثیت سے حدیبیہ گیا۔ اس نے دیکھا کہ مسلمان احرام باندھے ہوئے
ہیں اور قربانی کے اونٹ ان کے ساتھ ہیں۔واپس جاکر قریش سے کہا کہ میں نے قربانی کے اونٹوں کو دیکھا ہے۔ جن پر سلیقہ
(قربانی کا مخصوص نشان) بناہوا تھا۔ اس کے علاوہ میں نے سنا کہ وہ جج کا مخصوص ور دیڑھ رہے تھے۔لہذا اس میں کوئی شک وشبہ
کی بات نہیں کہ وہ کعبہ کی زیارت کرنے آئے ہیں اور میرے خیال میں ان کے اوپر پابندی نہیں لگانی چاہیئے۔لیکن قریش مطمئن
ہوئے۔

تيسرى بارحليس بن علقمه كو بهيجا كيا_ حليس جب وہاں پہنچا توسيد ناعليه الصلاة والسلام نے فرمايا:

"قریش کے نمائندے کو آزاد جھوڑ دیاجائے تا کہ وہ جہال جاناچاہے، جائے۔ جس سے چاہے ملاقات کرے اور جو چاہے دیکھے"۔ حلیس بن علقمہ نے بھی یہی دیکھا کہ سارے مسلمان احرام باندھے ہوئے ہیں۔ اور قربانی کے لئے اپنے ساتھ اونٹ لائے ہیں۔ حلیس کو مسلمانوں کی خیمہ گاہ میں کہیں جنگی ہتھیار نظر نہیں آئے۔ حلیس تیزی سے مکہ پہنچا اور قریش کے سامنے اپنے تاثرات بیان کرکے کہا:

"اے مکہ کے سر دارو! میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ مسلمان خانہ کعبہ کی زیارت کرنے آئے ہیں۔ ان کی نیت میں کھوٹ نہیں ہے۔ میرے خیال میں انہیں مکہ آنے کی آزادی ہونی چاہئے۔ ہر شخص کو خانہ کعبہ کی زیارت کا حق ہے۔ خانہ کعبہ پر کسی کی اجارہ دار نہیں ہے۔"

قریش کے سر دار مکہ میں مسلمانوں کے داخلہ پر رضامند نہیں ہوئے۔ تو حکسیں ناراض ہو گیا۔ اور کہا'' اگرتم نے محمد اور ان کے پیروکاروں کو مکہ میں آنے کے بعد مجھے اپنااتحادی پیروکاروں کو مکہ میں آنے اور کعبہ کی زیارت سے روکاتو میں تم لوگوں سے علیحدہ ہو جاؤں گا اور تم بھی آج کے بعد مجھے اپنااتحادی نہ سمجھنا''۔





قریش اپنی ضد پر اڑے رہے۔ سیدناعلیہ الصلوۃ و السلام نے اپنے قاصد فراش بن امیہ خزاعی کو مکہ بھیجا تا کہ وہ اہل مکہ کے خدشات کو دور کریں۔ قریش نے ان کو گر فتار کر لیا اور ان کے اونٹ کو مار ڈالا۔ سیدناعلیہ الصلوۃ والسلام کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ نے حضرت عثان غنی و قاصد بنا کر مکہ بھیجا۔ حضرت عثان نے جب قریش سے ملا قات کی تو اہل قریش نے کہا کہ آپ ہمارے قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم آپ کو اجازت دیتے ہیں کہ کعبہ کا طواف کریں اور عمرہ اداکریں لیکن محم واس بات کی اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ خانہ کعبہ میں داخل ہوں۔ کور چشم قریش کی ضد اور ہٹ دھر می سے مذاکرات ناکام ہوگئے۔ اس دوران مسلمانوں میں یہ افواہ چھیل گئی کہ حضرت عثمان کو شہید کر دیا گیا ہے۔





بيعت الرضوان

سید ناعلیہ الصلوۃ والسلام بول کے درخت کے پنچے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینا فرض ہے۔ جو شخص اس میں شریک ہونا چاہتا ہے۔ وہ میرے ہاتھ پر بیعت کرے کہ آخری دم تک وفادار رہے گا۔ تمام صحابہ کرامؓ نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر لی۔ آپ نے دائیں ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا اور ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر حضرت عثمانؓ کی طرف سے بھی بیعت کی۔

سورة فتح میں ارشاد باری تعالی ہے:

ترجمه:

"اور جولوگ ہاتھ ملاتے ہیں تجھ سے ، وہ ہاتھ ملاتے ہیں اللہ سے ، اللہ کا ہاتھ ہے اوپر ان کے ہاتھ کے ، پھر جو کوئی قول توڑے سو توڑ تاہے اپنے بُرے کو اور جو کوئی یوراکرے جس پر اقرار کیااللہ سے ، دے گااس کو اجر بڑا"۔

(آیت نمبر۱۰)

"بیعت الرضوان" کے بعد اطلاع موصول ہوئی کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر درست نہ تھی۔

دودن دورات کے طویل مذاکرات کے بعد "سہیل بن عمرو" کو ایک وفد کی قیادت سونپ کر قریش مکہ نے حدیبیہ بھیجاتا کہ سیدنا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ضروری مذاکرات کرے۔ مسلمانوں اور اہل مکہ کے در میان "عدم جارجیت "کامعاہدہ کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی الو ہوایا اور ان سے کہا کہ وہ معاہدے کی دستاویز تیار کریں۔ حضسر سے علی فی نے لکھنا شروح کیا۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سمیل بن عمرو نے فوراً ٹوکا اور بولا ہم رحمٰن اور رحیم کو نہیں جانتے۔ علی کو "باسمک اللهم" لکھنا علیہ ہے۔ کیونکہ قدیم زمانے سے ہم عربوں کے تمام معاہدے اس نام سے شروع ہوتے ہیں۔ حضرت علی نے اگلا فقرہ لکھا" بیہ معاہدہ ہوا ہے محمد اور سہیل بن عمرو کے در میان"۔ لیکن سہیل بن عمرو نے ایک بار پھر اعتراض کیا اور کہا کہ یوں مت کھو کیونکہ ہم محمد کو خداکارسول نہیں مانتے اور اگر مانتے تو مکہ میں آنے سے کیوں روکتے ؟ لہذا اس معاہدے کا آغاز یوں ہونا چا ہے،" یہ معاہدہ متعقد ہو تا ہے محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو کے در میان"۔ حضرت علی نے حضور کی طرف دیکھا اور آپ نے کہا۔" یا علی وہی کھوجو سہیل کہتا ہے تا کہ اس کی رضامندی حاصل رہے"۔ معاہدہ کے الفاظ سے ہیں۔





" باسمک اللھم۔ یہ معاہدہ منعقد ہو تا ہے محمہ بن عبد اللہ اور سہیل بن عمرو کے در میان اور اس معاہدے کی روسے قریش یہ منظور کرتے ہیں کہ آئندہ دس سالوں میں اگر کوئی شخص کرتے ہیں کہ آئندہ دس سالوں میں اگر کوئی شخص کی اجازت کے بغیر مسلمانوں سے آلمے تو مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ اسے قریش کے حوالے کر دیں لیکن اگر کوئی شخص مسلمانوں سے علیحدہ ہو کر قریش کے پاس آجائے تو وہ اسے مسلمانوں کے حوالے نہیں کریں گے۔ متار کہ جنگ کے ان دس سالوں میں نہ کوئی فریق دوسرے کی جان اور مال پر تعرض کرے گا اور نہ ہی اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ اس دس سالوں میں نہ کوئی فریق دوسرے کی جان اور مال پر تعرض کرے گا اور نہ ہی اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ اس دس سالہ مدت میں قریش کو اجازت ہو گی کہ جس کے ساتھ چاہیں عہد و پیان باند ھیں اور آزادانہ معاہدہ کریں اور اپنی مرضی سے راہ ورسم بڑھائیں۔ مسلمانوں کو اس سال مکہ میں داخل ہونے اور کعبہ کی زیارت کرنے کی اجازت نہیں ہو گی لیکن الگے سال وہ کعبہ کی زیارت کے لئے آسکتے ہیں۔ تا ہم شرط یہ ہے کہ تین دن سے زیادہ مکہ میں نہیں تھیریں گا ور تموار کے علاوہ کوئی دوسر ا

یہ معاہدہ ہجرت کے ساتویں سال حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور قریش مکہ کے در میان ہوا۔ سبھی مسلمان قریش کی طرف سے لگائی ہوئی پابندی سے دل گرفتہ تھے اور اسے اپنی توہین سمجھ رہے تھے۔ حضرت عمر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس پہنچے اور سوال کیا۔

یار سول الله کمیا آپ نے یہ نہیں کہاتھا کہ ہم مکہ جائیں گے اور خانہ کعبہ کاطواف کریں گے ؟ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے جواب دیا تم انشاءاللہ مکہ ضرور جاؤگے اور خانہ کعبہ کاطواف کرنے کی سعادت حاصل کروگے۔

معاہدہ حدیبیہ پر دستخط ہونے کے دو دن بعد ابو جندل(۱) مکہ سے بھاگ نکلے اور حدیبیہ پہنچ کر مسلمانوں سے آملے۔ابو جندل آکے حدیبیہ پہنچ ہی سہیل بن عمرو بھی وہاں آگیا اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے بولا، ہمارے اور تمہارے در میان معاہدے کی روسے اگر کوئی شخص قریش کے ہاتھوں بھاگ نکلے اور تمہاری پناہ میں آجائے تو تمہارایہ فرض ہے کہ اسے ہمارے حوالے کر دو۔الہذا میرے لڑکے ابو جندل کومیرے حوالے کیا جائے۔ چنانچہ ابو جندل مسلمان ہو گئے تھے لیکن ان کے باپ کو معلوم نہیں تھا۔ آپ میرادل نخواستہ ابو جندل کو این کے باپ کے حوالے کر دیا۔

ابو جندل نے ملتجی ہو کر کہا، یار سول اللہ ایم بیر اباپ جھے مار ڈالے گا۔ حضور نے دلاسہ دیتے ہوئے کہا، ابو جندل ڈرونہیں اللہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ لیکن اس واقعہ سے مسلمانوں میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی اور کعبہ کی زیارت سے محروم ہونے کے بعد ان کے اعصاب پریہ دوسری کاری ضرب تھی۔ لیکن بیعت رضوان نے انہیں بے قابونہ ہونے دیا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے جب دیکھا کہ عام مسلمان بہت ملول اور رنجیدہ ہیں تو آپ نے انہیں جمع کرکے سورۃ فتح کی آیات سنائیں:





ترجمه:

"الله خوش ہواایمان والوں سے، جب ہاتھ ملانے لگے تجھ سے اس درخت کے پنچے، پھر جاناجو ان کے جی میں تھا، پھر اتاراان پر چین اور انعام دی ان کوایک فتح نز دیک"۔ (آیت نمبر ۱۸)

صلح نامہ کے بعد سیدناعلیہ الصلوۃ والسلام نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ قربانی کے جانور ذرج کر دو اور سر منڈوا کر احرام کھول دو۔ سیدناعلیہ الصلوۃ والسلام نے تین مرتبہ حکم دیا مگر صحابہ کرامؓ اس قدر عمکین، شکستہ دل اور رنج وغم میں ڈوبے ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی۔

سیر ناعلیہ الصلوۃ والسلام اس موقع پر بہت رنجیدہ ہوئے اور اپنے خیمے میں تشریف لے گئے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ سے اپنے وُ کھ کا اظہار کیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ اپنااونٹ ذنج کرکے سر منڈوالیں مسلمان آپ کی پیروی کریں گے۔سید ناعلیہ الصلوۃ والسلام نے جب قربانی کرکے سر منڈوالیا تو صحابہ کرام نے قربانیاں دیں اور سر منڈواکر احرام سے نکل آئے۔

صحر امیں اسلامی فوج

عام مسلمان معاہدہ کے دیر پااثرات کونہ سمجھ سکے تھے۔ جب وہ اپنے سر منڈوانے اور احرام سے نکلنے کے بعد سوئے مدینہ روانہ ہوئے تو بہت غمز دہ اور دل گرفتہ تھے۔ ایسی حالت میں جب کہ مسلمان دلول میں در دچھپائے مدینہ کی جانب گامزن تھے راست میں ایک اور مسلمان ابو بصیر ؓ نجو مکہ سے بھاگ نکلے تھے مسلمانوں سے پناہ کی درخواست کی۔ ابو بصیر ؓ ابھی اطمینان کاسانس نہ لینے پائے تھے کہ قریش کے دوافراد بھی وہاں پہنچ گئے اور مطالبہ کیا، "یا محمد ً! معاہدے کی روسے ابو بصیر ؓ کو ہمارے حوالے کیا حائے "۔

حضرت عمرٌ سے نہ رہا گیاوہ آگے بڑھ کر بولے،" یار سول اللہ اس مرتبہ آپ اس شخص کو واپس نہ بھیجیں۔ یہ ہم سے پناہ مانگئے آیا ہے۔ اگر ہماری جان بھی چلی جائے تواسے قریش کو نہ دیں گے"۔ سید ناعلیہ الصلوۃ والسلام نے جواب دیا کہ ہم ایفائے عہد کے پابند ہیں۔ یہ جواب من کر مکہ سے آنے والے دو آدمیوں نے مسلمانوں کے سامنے ابو بصیر گواونٹ کی پیٹھ پر باندھا اور روانہ ہوگئے۔

ابو بصیر ؓ نے راستے میں اپنی رسیاں توڑ ڈالیں اور رہائی پانے میں کامیاب ہو گئے۔ ابو بصیر ؓ نے دومیں سے ایک شخص کو موت کی نیند
سلا دیا۔ جبکہ دوسر اجان بچپا کر بھاگ گیا۔ ابو بصیر ؓ دوبارہ مسلمانوں سے آملے اور ان سے پناہ کی درخواست کی۔ اگلے روز زندہ پُ عالے والا شخص مسلمانوں کے قافلے تک پہنچ گیا اور ابو بصیر ؓ کا مطالبہ کرنے لگا۔ سید ناعلیہ الصلوۃ والسلام نے تھم دیا کہ ابو بصیر ؓ کو اللہ محض مسلمانوں کے قافلے تک پہنچ گیا اور ابو بصیر ؓ کا مطالبہ کرنے لگا۔ سید ناعلیہ الصلوۃ والسلام نے تھم دیا کہ ابو بصیر ؓ کو سید تا میں ہوگئے۔ انہوں نے مکم دیا کہ جانے ریگتان میں پناہ لینے کا فیصلہ کیا۔
سے فکل کر فرار ہو گئے۔ انہوں نے مکہ جانے کے بجائے ریگتان میں پناہ لینے کا فیصلہ کیا۔

ابوبصیر ڈوالمروہ کے مقام پر پناہ گزین ہو گئے۔ کچھ دنوں کے بعد ابو جندل جھی مکہ سے فرار ہو گئے اور ذوالمروہ پہنچ کر ابوبصیر سے آ ملے اور پھر ایک اور مسلمان جن کانام عتبہ بن اسد تھا مکہ سے بھاگ کر ذوالمروہ پہنچ۔ رفتہ رفتہ دوسرے مسلمان بھی مکہ سے نکل کروہاں پہنچناشر وع ہو گئے اور ایک اسلامی گروہ تشکیل پاگیا۔

حدیبیہ کا معاہدہ ہوئے ایک سال بھی نہ گزراتھا کہ ذوالمروہ میں مسلمانوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو گئی کہ فوج بن گئ۔وہ مکہ جانے والے کاروانوں کاراستہ روک کر ان سے مال غنیمت حاصل کرنے لگے۔ ذوالمروہ کے مسلمانوں نے کچھ اس طرح قریش کو ناکوں





چنے چبوادیئے کہ انہوں نے عاجز ولا چار ہو کرخو دہی پیغمبر اسلام سے درخواست کی کہ وہ مکہ سے بھاگ کر ذوالمروہ میں جمع ہونے والے مسلمانوں کو مدینہ بلوالیں۔

اس سال خشک سالی کی وجہ سے مکہ قط سالی میں آگیا۔ قبیلہ یمامہ کی سر زمین اشیائے خورد ونوش کا انبار سمجھی جاتی تھی اور قبیلہ یمامہ کے سربراہ نے مکہ والوں سے تجارت پر پابندی عائد کر دی۔ حضور علیہ الصلاة والسلام نے بمامہ کے سربراہ کو ہدایت جاری کیں کہ وہ اہل مکہ کو اشیائے خور دنی فروخت کرنے پر پابندی نہ لگائے۔ اسکے علاوہ پینجبر اسلام نے بمانچ سوسونے کے سکے مکہ بھجوائے تا کہ وہال کے غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔

پانچ سوسکوں کے علاوہ بہت زیادہ وزن میں تھجوریں ابوسفیان کو بھجوائیں اور پیغام دیا کہ ان تھجوروں کی قیمت کے برابر چڑے یا کھالوں کا تبادلہ کر سکا۔ کیونکہ اہل مکہ کو تھجوروں کی تعالوں کا تبادلہ کر سکا۔ کیونکہ اہل مکہ کو تھجوروں کی آمد کاعلم ہو چکا تھا۔ وہ بھوک سے نڈھال تھے۔ ابوسفیان نے بادل نخواستہ تھجوریں قبول کرلیں اور ان کی جگہ چڑاروانہ کر دیا۔

دوسری طرف جب مکہ کے عام باشندوں کو پیۃ چلا کہ یہ تھجوریں محمد گی جانب سے بھیجی گئی ہیں تو پیغیبر اسلام کے بارے میں ان کے اندر نیک جذبات پیدا ہوئے۔





خيبر کی فتح

مسلمانوں اور اہل مکہ کے در میان صلح حدیبیہ کے معاہدے کے باوجود خیبر کے یہودیوں نے اپنی عداوت بھرے طور طریقے نہیں بدلے۔ وہ لوگ بدستور مسلمانوں کے تجارتی قافلوں کو خیبر کے مضافات سے گزرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے تا کہ مسلمان شالی ملکوں سے اقتصادی رابطہ قائم نہ کر سکیں۔

یہود کی ریشہ دوانیوں کو ختم کرنے کے لئے سید ناعلیہ الصلوۃ والسلام نے فیصلہ کیا کہ خیبر کی طرف پیش قدمی کی جائے۔ خیبر میں آٹھ جنگی قلعے تھے۔ اسلامی فوج کے سپہ سالار حضور علیہ الصلوۃ والسلام خود تھے۔ لیکن خیبر کی خراب آب و ہوا کی وجہ سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نیار ہو گئے۔ حضرت ابو بکر ٹنے فوج کی کمان سنجال کی اور یہود یوں پر حملہ کیا۔ لیکن شدید مز احمت کے باعث کامیابی نہیں ہوئی۔ خراب موسم سے حضرت ابو بکر ٹیمجی متاثر ہوئے اور وہ بھی بیار ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کی جگہ حضرت عمر ؓ کو فوج کی قیادت سونے دی۔ مگر مضبوط قلعوں پر کوئی ضرب نہیں پڑ سکی۔ حضرت عمر ؓ بھی بیار ہو گئے۔

سید ناعلیہ الصلاۃ والسلام نے فوج کی قیادت سنجالنے کے لئے حضرت علی ؓ کو بلوایا۔ وہ آشوب چیثم (آئکھوں کے درد) میں مبتلا تھے اور ان کی آئکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ انہوں نے بیہ ذمہ داری قبول کرلی اور نطات نامی قلعہ پر چڑھائی کر دی۔ قلعہ نطات پر غلبہ پانے کے بعد حضرت علی ؓ نے ناعم نامی قلعہ کو فتح کرنے کا منصوبہ بنایا۔ جنگ خیبر کے دوران حضرت علی ؓ نے دس دنوں میں چار قلعوں کو تسخیر کیا۔ جبکہ بقیہ قلعوں کے رہنے والوں نے خود ہی ہتھیار ڈال دیئے۔

خیبر کی فتح میں مسلمانوں کو وافر مقدار میں غنیمت حاصل ہوئی۔اس میں ہتھیار اور خور دنی اشیاء وافر مقدار میں تھیں۔ فتح خیبر کے بعد پیغمبر اسلامؓ نے یہودیوں کے ساتھ مہر بانی اور عفو و در گزر فرمایا۔انہیں اجازت دے دی گئ کہ چاہیں تو خیبر حچوڑ کر چلے جائیں اور اس اغلہ لے جانے کی اجازت نہیں۔ اور اپنے ساتھ گھریلوسامان لے جاسکتے ہیں۔ کھجوریں، بھیڑیں اور دوسر اغلہ لے جانے کی اجازت نہیں۔

جویہودی خیبر چھوڑ کر نہیں جاناچاہتے تھے انہیں وہال رہنے کی اجازت مل گئی اور بیر رعایت بھی حاصل ہو گئی کہ وہ اپناسابقہ کاروبار جاری رکھ سکتے ہیں۔ یہودیوں کی تمام مقدس کتابیں اور دوسرے اہم کاغذات بھی لوٹا دیئے گئے اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے جاری رکھ سکتے ہیں۔ یہودیوں کی تباودی عورت نے اعلان کیا کہ میں اپنے ہاتھوں سے کھانا پکا کر پنیمبر اسلام کے لئے جھیجوں گ۔

اس عورت کانام زینب بنت حرث تھا۔ اس نے ایک دنبہ ذنح کروایا اور دونوں رانیں بریان کرتے وقت ان میں زہر ملادیا اور وہ کھانا پیغمبر اسلام کو بھجوادیا۔ جب بریان شدہ گوشت سیدناعلیہ الصلوۃ والسلام کو پیش کیا گیاتو آپ کے پاس ایک صحابی بیٹھے تھے جن





کانام بشیر "بن براء تھا۔ بشیر "بن براء نے گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹا، چبایا اور نگل گئے لیکن پیغمبر اسلام نے پہلا لقمہ چباتے ہی گوشت تھوک دیا اور بشیر "بن براء کو خبر دار کرتے ہوئے فرمایا۔ "به گوشت مت کھاؤاس میں زہر ملا ہوا ہے "۔ بشیر "بن براء گوشت کا جو کلڑانگل چکے تھے اس نے اپنا اثر دکھایا اور جلد ہی ان کی موت واقع ہو گئے۔ زینب بنت حارث کو گر فتار کر لیا گیا اور اس سے پوچھا گیا، "کیاز ہر آلود گوشت میں زہر ملایا تھا کہ اگر میں انہیں آلود گوشت میں زہر ملایا تھا کہ اگر محمد "فرستادہ خدا ہیں اور اس خدا کے سیجے نبی ہیں تو وہ گوشت کو ہر گزتناول نہیں کریں گے اور انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ لیکن اگر وہ اللہ کے رسول نہیں ہیں تو گوشت کھا کر مر جائیں گئی ۔ "۔





مکه میں تنین روز

ہجرت کے ساتویں برس سیرناعلیہ الصلوۃ والسلام اپنے دو ہزار اصحابہ کے ہمراہ عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ روانہ ہوئے۔ چونکہ سارے مسلمان زیارت کے غرض سے مکہ جارہے تھے لہذاان کے پاس سوائے تلوار کے کوئی اور اسلحہ نہیں تھا۔ اس زمانے میں تلوار جنگی اسلحہ نہیں عربوں کے لباس کا حصہ سمجھی جاتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود مسلمان جب مکہ میں داخل ہوئے، خوفزدہ قریش مکہ سے نکل کر آس پاس کی پہاڑیوں پر چلے گئے۔

سید ناعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے سوسواروں پر مشتمل ایک حفاظتی رسالہ جس کی قیادت محمد بن مسلمہ گرر رہے تھے مکہ کے مضافات میں "مر الظہر ان"نامی جگہ پر متعین کر دیا اور محمد بن مسلمہ گو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم دیکھو کہ بت پرست ہم پر حملہ آور ہو گئے ہیں تواپنے ساتھے ول کے ساتھ ہماری مدد کو آناور نہ واپسی تک وہیں پر تھہرے رہنا۔

مکہ کی نواحی پہاڑیوں سے بت پرست مسلمانوں کے مکہ میں داخلے کا نظارہ کررہے تھے۔ ان کے اخلاص اور نظم وضبط کو دیکھر کر مشدر رہ گئے۔ مناسک جج کے اختقام پر پیغمبر اسلامؓ نے قریش کے ساتھ مزید انس والفت بڑھانے کے غرض سے مکہ کی ایک معزز خاتون میمونہ بنت حارث سے نکاح کیا اور مکہ میں قیام کے تیسر بے روز قریش کی دعوت کا اہتمام کیا گیا۔

قریش کو جب بید معلوم ہوا کہ ضیافت کا اہتمام کیا جارہاہے تو ایک وفد پیغیبر اسلامؓ کے پاس پہنچااس نے کہا،"اے محمد اُ آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ فوری طور پر مکہ سے نکل جائیں کیونکہ معاہدے کی روسے آپ لوگ تین دن تک مکہ میں تھہر سکتے ہواور آج بیہ مدت ختم ہور ہی ہے"۔

سید ناعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے معاہدے کا پاس رکھتے ہوئے دعوت منسوخ کر دی۔





حق آیااور باطل مٹ گیا

• ار مضان المبارك آٹھ ہجری کو اسلامی لشکر مکہ کی جانب روانہ ہوا۔ مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر اسلامی لشکرنے پڑاؤڈالا۔

سپاہیوں نے الگ الگ الاؤروشن کئے جس سے تمام صحر اروشن ہو گیا۔

قریش کو اسلامی کشکر کے پڑاؤ کی خبر ملی تو ابوسفیان، بدیل بن ورقا اور حکیم بن حزام کے ساتھ جائزہ لینے کے لئے مر الظہران پنچے تو محافظ دستہ نے انہیں گرفتار کر لیا۔ رحمت اللعالمین نے انہیں معاف کر دیا۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اخلاق، رحمت و اخلاص سے متاثر ہوکر یہ تینوں مسلمان ہو گئے۔

حضرت عباسؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کی کہ ابوسفیان چونکہ اسلام میں داخل ہو گیاہے اسے اعزاز سے نواز دیں۔سید ناعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

جو مسجد الحرام میں داخل ہو جائے۔۔۔۔۔ اسے امان ہے۔جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے۔۔۔۔۔ اسے امان ہے۔جو اپنا دروازہ بند کرلے۔۔۔۔۔اسے امان ہے۔

کہ میں داخل ہونے والے پہلے دستہ کی قیادت حضرت علی ٹنے کی ان کے ہاتھوں میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا مخصوص پرچم اہرا رہاتھا۔ دوسر ادستہ زبیر بن عوامؓ کی قیادت میں مغرب کی جانب سے مکہ میں داخل ہوا۔ سعد بن عبادہ انصار کی مشرق کی طرف مکہ میں داخل ہونے والے تیسرے دستے کی سربراہی کررہے تھے۔ چوشے دستے کی قیادت خالد بن ولید ٹنے کی جو جنوب سے مکہ میں داخل ہوانے تعبرے درخل ہوئے تو انہوں نے بے اختیار ہو کریہ بانگ لگادی۔ ''آج کا دن جملہ کا دن ہے اور آج حرمت ختم ہوگئی''۔ جب بیہ خبر حضور علیہ الصلوۃ والسلام تک پنچی تو آپ نے فرمایا، کہ سعد بن عبادہ ٹنے غلط کہا ہے آج کا دن کعبہ کی عظمت کا دن ہے، آج کعبہ کولباس پہنانے کا دن ہے اور سعد بن عبادہ گو دستے کی سربراہی سے ہٹا کر ان کے بیٹے قیس ٹبن سعد کو سیہ سالاری کے فراکض سونپ دیئے۔ سپاواسلام کے سارے دستے کسی مز احمت کے بغیر مکہ میں داخل ہوگئے۔ البتہ خالد بن ولید گومز احمت کاسامنا کرنا پڑا۔ اسلامی لشکر کے چاروں دستے خانہ کعبہ کے سامنے ایک دوسرے سے آ ملے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام سفید او منٹی پر سوار ظاہر ہوئے اور آپ نے سامنہ کاخہ کو میں اخواف کیا اور خانہ کعبہ کے کلید بر دار عثمان بن طلحہ کو امر کیا کہ وہ کیا دروازہ کھول دے۔ اس روزیائی مسلمان خانہ کعبہ میں آئے۔





ا- حضور عليه الصلوة والسلام

۲۔ حضرت علی ؓ

سوء عثمان بن زيرٌ

سم حضرت بلال ً

۵۔ کعبہ کے کلید بر دار عثمان بن طلحہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خانہ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر خطاب کیا۔ خطبے کے الفاظ یہ ہیں:

"اے مکہ کے باشدو! تم لوگ جنگ کے قانون سے آگاہ ہو اور جانتے ہو کہ عہد شکنی کی سزاکیا ہوتی ہے۔ اب جبکہ تم ہمارے مغلوب ہو مسلمانوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ تم سب کو تہہ تیخ کر ڈالیس یا اپناغلام بنالیس لیکن آج میں تم سے وہی بات کہہ رہا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی۔ اللہ تعالی نے تم سب کی بخشن فرما دی ہے چنانچہ تم لوگ آزاد ہو اور تمہاری جان ومال پر کوئی تعرض نہیں ہے۔ اے لوگو! اللہ تعالی نے تمام انسانوں کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے انہیں ایک دوسرے پر فوقیت حاصل نہیں گر تقویٰ کے لحاظ سے۔ خدا کی نظر میں سارے انسان بر ابر ہیں للہذا دور جاہلیت کے وہ تمام اعزازات جو حسب ونسب اور قبیلہ و منصب کی بالا دستی پر قائم تھے آئے منسوخ کئے جاتے ہیں۔ "

جب پیغیبر اسلام خطبے سے فارغ ہوئے تو آپ نے ''حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل نے مٹ جانا تھا''کاور دکرتے ہوئے خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے سب سے بڑے بت کو گرادیا۔ پھر حضرت علی ابن ابی طالب ؓ سے کہا کہ تمام بتوں کو اُٹھا کر باہر پھینک دیں اور خانہ کعبہ کی اندرونی اور بیرونی تصویروں کومٹادیں۔

فتح مکہ کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے اور اسلام کے سخت دشمنوں کے مقابلے میں انتہائی نرمی اور فراخد لی کامظاہرہ کیا اور انہیں عفو و بخشش سے نوازا۔ ایسے ہی اوگوں میں ایک شخص عکر مہ بن ابو جہل تھا جو مسلمانوں کے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی اپنی جان کے خوف سے بھاگ گیا تھا۔ عکر مہ کی بیوی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس آئی اور اپنے شوہر کے لئے امان طلب کی۔

سید ناعلیہ الصلوۃ والسلام نے عکرمہ کی جان بخش دی۔





اسلام کے انتہائی خطرناک دشمنوں میں ایک ابوسفیان کی بیوی تھی۔ اس عورت نے اسلام کے نامی گرامی سر دار حضرت حمزہؓ کا کلیجہ نکال کر چبایا تھا۔ ہندہ کو بھی رسول اللہؓ نے معاف کر دیا۔

اسلام کاایک بڑاد شمن صفوان بن امیہ عفوو در گزرسے بہر ہور ہوا۔

فتح مکہ کے تیسرے دن سیرنا الصلوٰۃ السلام نے کچھ مسلمانوں کو بیہ ذمہ داری سونپی کہ مکہ کے مضافات میں جائیں اور جہاں بھی بت نظر آئیں انہیں توڑ دیں۔ انہی لوگوں میں خالد بن ولیر مجھی شامل تھے جنہیں بیہ حکم ملا کہ نخلہ جاکر وہاں کے بتوں کاصفایا کر دیں۔

جزیرۃ العرب کامشہور و معروف بت "عزیٰ" نخلہ میں نصب تھا۔ قبیلہ ہوازن اور اہل مکہ ایک دوسرے کے قدیمی اور خاندانی دشمن تھے۔ جب ہوازن نے دیکھا کہ مسلمان ان کے بتوں کو توڑ کر در حقیقت ان کے عقائد کی جڑیں کاٹ رہے ہیں توانہوں نے مسلمانوں کامقابلہ کیا۔ وادی حنین میں سخت مقابلے کے بعد اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطافر مائی۔





خاتم الانبياء صَّالتُنبُّمُ كا آخرى خطبه

بچرت کے آغاز سے دسویں سال تک پنجبر اسلام نے جزیرۃ العرب کی سر زمین پر روزانہ ۸۲۲ مر ایج کلو میٹر کے حساب سے پیش قدی کی۔ اسلام کے آغاز میں مسلمان استے تبی دست اور بے بیضاعت سے کہ پہلی تین جنگوں میں ہر دوسپاہیوں کے پاس ایک اونے ہو تا تھا۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی اور ان کے لشکر میں صرف دو گھوڑے شامل سے لیکن بعد میں مسلمان استے طاقتور اور مالدار ہو گئے کہ جنگ حنین میں ان کے پاس ایک ہزار گھوڑے سے۔ اس طرح جنگ تبوک میں اسلامی لشکر دس ہزار گھوڑے سے۔ اس طرح جنگ تبوک میں اسلامی لشکر دس ہزار گھوڑے کے جنگ حنین میں ان کے پاس ایک ہزار آفوڑے بیل بوتے پر لڑی اور وہ لؤائی نخلہ کے مقام پیش آئی تھی۔ دوسری لڑائی میں مسلمانوں کی تعداد صرف ساس تھی۔ جنگ اُحد میں سات سو مسلمان سپاہی مید ان کارزار میں اُر چیش آئی تھی۔ دوسری لڑائی میں انہوں نے تیس ہزار کے لشکر کے ساتھ میدان جنگ میں قدم رکھا تھا۔ بعض جنگوں میں مسلمانوں کا نقصان بہت کم ہوا اور بعض میں انہیں بھاری نقصان اُٹھانا پر ا۔ لیکن مسلمانوں کے تصرف میں آنے والے جزیرۃ العرب کے عظیم حدود ادبعہ کے بیش نظر ان کا نقصان برائے نام تھا۔ جبرت کے نویں سال سیدنا علیہ الصلاۃ والسلام قدرے علیل ہو گئے اور مدینہ میں ہی مقیم رہے۔ بہر حال اس سال سیدنا علیہ الصلاۃ والسلام نورے جزیرۃ العرب کے خذبی، اکناف کے قبائل کی نمائندہ ہماعتوں سے ملا قائیں کیں۔ اس موقع پر سیدنا علیہ الصلاۃ والسلام پورے جزیرۃ العرب کے خذبی، اکناف کے قبائل کی نمائندہ ہماعتوں سے ملا قائیں کیں۔ اس موقع پر سیدنا علیہ الصلاۃ والسلام پورے جزیرۃ العرب کے خذبی، سین المیورے جزیرۃ العرب کے خوں سیریا وفد الن سے ملنے آتا تو ویکھتا کہ آپ شکور گھوڑا کھور کے پتوں سے بی ہر سوں پہلے تھا۔

ہجرت کے دسویں سال سیدناعلیہ الصلاۃ والسلام چو دہ ہزار مسلمانوں کی معیت میں مناسک جج کی ادائیگی کے لئے مدینہ سے مکہ تشریف لائے۔ 9 ذی الحج سن ∗اھ کو جب سورج ڈھل گیا توسیدناعلیہ الصلاۃ والسلام اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہو کر وادی نمرہ میں جبل الرحمت پر جلوہ افروز ہوئے۔

خطبہ حجتہ الوداع اسلام میں اساسی دستور اور بنیادی اصول کی حیثیت کا حامل ہے۔وفات سے تقریباً ۱۸سی روز پہلے سیدناعلیہ الصلاۃ والسلام نے جے کے زمانے میں فرمایا:

لو گو!میری باتیں غورسے سنو!

کیونکہ شاید اس سال کے بعد اس مقام پر میں پھرتم سے نہ مل سکوں۔





اے لوگو!اللہ تعالیٰ فرما تاہے۔ہم نے تمہیں ایک مر داور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قبیلے اس لئے ہیں کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں عزت داروہ ہے جوسب سے زیادہ متقی ہے۔ اس لئے کسی عربی کو مجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں، اسی طرح کسی کالے کو گورے پر اور گورے کوکالے پر فضیلت نہیں۔

اے قبیلہ قریش!

ایسانہ ہو کہ قیامت میں تم دنیا کا بوجھ سمیٹ کراپنی گر دن پر لادے ہوئے آؤاور دوسرے لوگ آخرت کا سامان لائیں۔اگر ایسا کیا تو میں تمہیں اللہ کے عذاب سے نہ بچاسکوں گا۔

ا بے لوگو!۔۔۔۔۔ آج کا دن اور اس مہینہ کی تم جس طرح حرمت کرتے ہواس طرح ایک دوسرے کاناحق خون کرنااور کسی کا مال لینا تم پر حرام ہے۔خوب یادر کھو کہ تمہیں خداکے حضور حاضر ہوناہے اور وہ تمہارے سب کاموں کا پوراجائزہ لے گا۔

اے لو گو!۔۔۔۔۔ جس طرح تمہارے حقوق عور توں پر ہیں اس طرح تم پر تمہاری عور توں کے حقوق ہیں۔ ان کے ساتھ نرمی اور محبت سے بیش آنا۔

يادر كھو!

خدا کی ذمہ داری پر عور تیں تم پر حلال ہوئیں اور اسی کے حکم سے تم نے ان پر تصرف کیا ہے۔ پس ان کے حقوق کی رعایت میں خداسے ڈرتے رہنا۔

غلاموں سے اچھابر تاؤ کرنا۔ جیساتم کھاتے ہو ویباان کو کھلانا۔ جیسے تم کپڑے پہنناویسے ہی ان کو کپڑے پہنانا۔ اگر ان سے کوئی خطا ہو جائے اور تم معاف نہ کر سکو تو ان کو جدا کر دینا کیونکہ وہ بھی خدا کے بندے ہیں۔ ان کے ساتھ سخت بر تاؤنہ کرنا۔ لوگو!میری بات غورسے سنو!

خوب سمجھواور آگاہ ہو جاؤ!

جتنے کلمہ گوہیں سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔سب مسلمان اخوت کے سلسلے میں داخل ہو گئے ہیں۔ تمہارے بھائی کی چیز تم کو اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ خوشی سے نہ دے۔





خبر دار!۔۔۔۔۔زمانہ جاہلیت کی تمام رسمیں میرے قدموں کے نیچے کچل دی گئی ہیں۔زمانہ جاہلیت کے تمام خون معاف ہیں۔ خبر دار!۔۔۔۔۔ناانصافی کو پاس نہ آنے دینا۔ میں نے تم میں ایک الیی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اس کو مظبوط پکڑے رکھو گے اور اس پر عمل کروگے تو بھی گمر اہ نہ ہوگے۔وہ چیز خدا کی کتاب ہے۔میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں۔

خبر دار!۔۔۔۔۔ اپنے رب کی عبادت کرتے رہو، صلوٰۃ قائم کرو۔ ماہ رمضان کے روزے رکھو۔ اپنے اموال کی خوش دلی کے ساتھ زکوٰۃ اداکرتے رہو۔ اپنے رب کے گھر (بیت اللہ) کاطواف کرو۔

مذہب میں غلواور مبالغے سے بچو۔ کیونکہ تم سے پہلی قومیں اسی عمل سے برباد ہو چکی ہیں۔

خبر دار!۔۔۔۔میرے بعد گمر اہنہ ہو جانااور ایک دوسرے کو قتل نہ کرنا۔ تمہیں خداکے سامنے حاضر ہوناپڑے گا۔

اگر کوئی حبثی غلام بھی تمہاراامیر ہووہ تم کواللہ کی کتاب کے مطابق چلائے تواس کی اطاعت کرو۔

اے لو گو!

عمل میں اخلاص، مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی اور جماعت میں اتفاق پیربا تیں سینہ کوصاف رکھتی ہیں۔

اے لوگو!۔۔۔۔ تم سے میرے متعلق سوال کیاجائے گا۔ توبتاؤ، تم کیا کہوگے؟

لو گوں نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ کا پیغام ہمیں پہنچادیا ہے اور اپنا فرض پوراکر دیا ہے تو آپ نے انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اُٹھایا پھر لو گوں کی طرف جھکا کر فرمایا۔

ياالله! تو گواه ہے۔۔۔۔۔

پھر فرمایا:

خبر دار!۔۔۔۔۔جو حاضر ہیں وہ یہ کلام ان لو گول تک پہنچادیں جو یہاں نہیں ہیں خواہ وہ اس وقت موجود ہیں یا آئندہ پیدا ہول گے کیونکہ بہت سے وہ لوگ جن کومیر اکلام پہنچے گاخو د سننے والول سے زیادہ اس کی حفاظت کریں گے۔





عفوو در گزر

ہجرت کے گیار ہویں سال ربیج الاول کے مہینے میں سید ناعلیہ الصلوٰۃ والسلام علیل ہو گئے۔ ایک روز مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ آنے والے مسلمانوں کو مخاطب کیا:

"اے مہاجرو! جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے ہو، میں تہہیں نصیحت کر تاہوں کہ انصار سے جو مدینہ کے اصل باشندے ہیں انتہائی نیک بر تاؤ کرو کیونکہ مجھے انصار پر بہت بھر وسہ ہے۔ جب ہم ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے توان لوگوں نے ہمارے لیے بڑی قربانیاں دیں اور از حد فد اکاری کا مظاہرہ کیا۔ لہذا اگر انصار سے کوئی خطاہو جائے تو در گزرسے کام لینا کیونکہ انصار میر بے لئے میرے جسم کی پوشاک کے مانند ہیں۔ انہوں نے آئے تک اپنے فرائض بخوبی انجام دیئے ہیں اور اب ان پر کوئی فرض باقی نہیں رہتا۔

مگرتم لو گوں پر ان کا بہت حق بنتا ہے۔

اے لوگو! جب میں دنیا سے رخصت ہو جاؤل اور تم مجھے سپر دخاک کر دو تومیری قبر کے سامنے سجدہ نہ کرنا۔رکوع و سجود کے لاکق صرف خدائے وحدہ کی ذات ہے۔"

جب سیر ناعلیہ الصلاۃ والسلام اس د نیا سے رخصت ہوئے تو ان کے پاس د نیا کے مال ومتاع میں سے ایک خچر (جو حبشہ کے باد شاہ نے تخفۃً پیش کیا تھا) اور چند تلواروں کے سوا کچھ نہ تھا۔

سیدناعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہیں سپر دخاک کرنے کا فیصلہ کیا گیا جہاں آپ نے وفات پائی تھی۔ جب مسجد میں جن عام مسلمانوں کو یہ علم ہوا کہ سیدناعلیہ الصلوٰۃ والسلام رحلت فرما گئے ہیں توان میں کہرام چی گیااور سب لوگ بے اختیار ہو کررونے گئے۔ حضرت عمر ؓ بن خطاب مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو روتا دیکھ کر گرجدار آواز میں بولے ، ''کیوں روتے ہویہ شیون زاری کیا ہے ؟'' پھر انہوں نے میان سے اپنی تلوار نکال کی اور بہت رعب دار آواز میں بولے!''جو کوئی یہ کیے گا کہ سیدناعلیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو چکے ہیں تو میں اس کی گردن اُڑا دوں گا۔ ہمارے رسولؓ فوت نہیں ہوئے بلکہ اللہ کے پاس گئے ہیں اور جلد بی واپس آجائیں گے اور ہم انہیں دوبارہ دیکھ سکیں گے۔ ابھی یہ مکالمہ جاری تھا کہ حضرت ابو بکر شمسجہ میں تشریف لائے اور حضرت فرمایا، عمر کو مخاطب کر کے کہا۔ '' اے لوگو ! تم میں سے جو شریا عاموش رہو اور اپنی تلوار میان میں رکھ لو''۔ پھر انہوں نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا۔ '' اے لوگو ! تم میں سے جو شریا عاموش رہو اور اپنی تلوار میان میں رکھ لو''۔ پھر انہوں نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا۔ '' اے لوگو ! تم میں سے جو شریا کر کے کہا۔ '' اے لوگو ! تم میں سے جو شریا کیا گئے نے ماموش رہو اور اپنی تلوار میان میں رکھ لو''۔ پھر انہوں نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا۔ '' اے لوگو ! تم میں سے جو شریا کیا کھر انہوں نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا۔ '' اے لوگو ! تم میں سے جو





شخص محدر سول الله کی عبادت کرتا تھاوہ جان لے کہ محمد کا وصال ہو گیاہے اور جو شخص تم میں سے اللہ کی پر سنش کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔ پھر سورۃ آل عمران کی آیت تلاوت فرمائی۔

ترجمه:

"اور محمه ٌتوایک رسول ہیں۔ان سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے ؟اور جو الٹے یاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گااور عنقریب اللہ شکر ادا کرنے والوں کو اجر دے گا۔"۔

(آل عمران ۱۴۴)





سلام اے آمنہ کے لال

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی

سلام اے فخر موجو دات، فخر نوعِ انسانی

سلام اے ظل رحمانی، سلام اے نوریز دانی

ترانقشِ قدم ہے زندگی کی لوحِ پیشانی

زمانہ منتظرہے اب نئی شیر ازہ بندی کا

بہت کچھ ہو چکی اجزائے ہستی کی پریشانی

زمین کا گوشہ گوشہ نورسے معمور ہو جائے

ترے پر توسے مل جائے ہر اک ذرے کو تابانی

ترادر ہو مر اسر ہو،میر ادل ہوتیر اگھر ہو

تمنامخضر سی ہے مگر تمہید طولانی

سلام اے آتشیں زنچیر باطل توڑنے والے

سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

(حفيظ جالند هري)



